خوشگوار اسلامی زندگی کا ضامن

ماہنامہ

محاسنِ اسلام

ملتان

107

زیر سرپرستی شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

رجب شعبان ۱۴۲۹ھ اگست 2008ء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رجب کا چاند دیکھنے پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرمایئے اور ہمیں رمضان تک پہنچایئے۔

اللہ تعالیٰ کا اعلانِ مغفرت

جب تمام سہارے ختم ہو جائیں

پریشان حال لوگوں کے لئے خوشخبریاں

خدارا! اس کا تدارک کیجئے

جشن آزادی کے حوالہ سے ایک فکر انگیز تحریر

اے اللہ کی بندی کدھر جا رہی ہے!

گستاخ رسول کو خدائی سزا

گھر بیٹھے "محاسن اسلام" قرآن پاک اور اسلامی کتب حاصل کیجئے

اگر آپ اپنے نام رسالہ جاری کرانا چاہتے ہیں یا آپ کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے یا آپ قرآن پاک، تفاسیر اور اسلامی کتب لینا چاہیں تو آپ تفصیلات کیلئے صرف فون کیجئے۔ 061-4519240 (یہ رسالہ اخبار فروش سے بھی طلب کر سکتے ہیں)



حالات حاضرہ کے تناظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَآءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَآءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَآئِکَ وَاِذَآ اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ مِنْ عِبَادَتِکَ ○

اے اللہ! آپ اپنی محبت کو میرے لئے تمام چیزوں سے محبوب تر اور اپنے ڈر کو میرے لئے تمام چیزوں سے خوفناک تر بنا دیجئے اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق دے کر دنیا کی حاجتیں مجھ سے ختم فرما دیجئے۔ اور جہاں آپ نے دنیا والوں کی آنکھیں ان کی دنیا سے ٹھنڈی کر رکھی ہیں آپ میری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما دیجئے۔

ماہنامہ

محاسنِ اسلام ملتان

®

REGD.#.M-148

رجب، شعبان ۱۴۲۹ھ اگست 2008ء شمارہ 107 جلد 9

بشرفِ دعا
حضرۃ اقدس الحاج عشرت علی خان قیصر مدظلہ
حضرۃ الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
مدیر- محمد اسحٰق ملتانی

بیاد

عارف ربانی حضرۃ حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرۃ ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ
حضرت اقدس ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ
عالم ربانی حضرۃ مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

تحفہ دینے کیلئے اپنا نام لکھیے

مشیران کرام: مولانا محمد ازہر صاحب ملتان، مولانا محمد عتیق الرحمٰن لاہور، مفتی محمد ابراہیم صادق آباد، مفتی عبدالرؤف رحیمی نوابشاہ، مولانا محمد صادق کراچی، مولانا زاہد محمود ملتان، حاجی ذیشان الٰہی صاحب ملتان، پروفیسر سعید احمد ملتان

فہرست عنوانات

قارئین کے اصرار پر رسالہ کی قیمت -/10 روپے ہی ہے جبکہ زر سالانہ -/140 مع ڈاک خرچ ہے جو آپ ادارہ کے ایڈریس پر منی آرڈر یا اتنی ہی مالیت کی ڈاک ٹکٹ (ایک روپے والی) ادارہ کو بھجوا کر اپنے نام رسالہ جاری کرا سکتے ہیں۔ رسالہ کے بارہ میں معلومات، شکایات کیلئے اپنا خریداری نمبر بتا کر دوپہر 2 بجے سے 4 بجے تک رابطہ کریں۔

قیمت فی رسالہ -/10 پورے سال کیلئے صرف -/140 بیرون ممالک سالانہ -/2500 میں تین رسالے

خط و کتابت کے لئے
اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
061 4540513
061 4519240
0322-6180738
Email:taleefat@mul.wol.net.pk Ishaq90@hotmail.com

پبلشر: محمد اسحٰق... مطبع: سلامت اقبال پریس... مقام اشاعت: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دردِ دل

پُرسُکون گھر

کچھ عرصہ سے قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر ''دینی مشورہ'' کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اس سلسلہ میں جوبات سب سے زیادہ پڑھنے یا سننے میں آئی وہ یہ کہ لوگ گھریلو معاملات' خاندانی تنازعات میں اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ بعض لوگ خودکشی جیسے قبیح ترین گناہ پرآمادہ دیکھے گئے۔ خواتین نام نہاد عاملوں اور غیر شرعی تعویذات میں الجھی ہوئی نظر آئیں۔ کہیں والدین کی غفلت دیکھی گئی، کہیں اولاد کو والدین کے حقوق سے غافل پایا گیا۔ اکثر میاں بیوی میں محبت نہ ہونے کی شکایت سنی گئی۔ کہیں اولاد کی تربیت اسلامی طریقے سے نہ کرنے پر پریشانیوں کا سامنا ہے۔ کہیں شادی بیاہ کے سلسلہ میں غیر اسلامی رسم ورواج کی پابندی کرنے سے پیدا شدہ نفسیاتی و مالی مشکلات ہیں۔ اکثر گھروں میں بے برکتی کا رونا رویا جاتا ہے۔ بے پردگی کے ماحول میں جبکہ نت نئے فیشن نے مرد و عورت دونوں کو کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے۔ مرد معاشی حالات کے ہاتھوں پریشان شام کو گھر لوٹتا ہے تو گھر جو امن وسکون کا گہوارہ ہونا چاہئے تھا۔ وہاں نت نئے مسائل و تنازعات اس کی نیند اڑانے اور زندگی کو بے سکون کرنے کیلئے منہ کھولے ملتے ہیں۔

گھر کے ماحول کو خوشگوار اور پرسکون بنانے میں میاں بیوی کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان جو کہ انسان کے دین و دنیا کا دشمن ہے اسے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب میاں بیوی میں جھگڑا یا ناراضگی ہو جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے تعلق کو سکون کا ذریعہ بتایا ہے۔

اسی طرح بچیوں کی شادی کے سلسلہ میں اسلامی احکام کو پس پشت ڈال کر دل کے ارمان پورے کئے جاتے ہیں۔ بچوں کی شادی کے بعد ان کی علیحدہ رہائش کا باآسانی بندوبست ہو سکے تو بہت بہتر ورنہ مشترکہ مکان میں لازمی پورشن علیحدہ کر دیا جائے شادی کے ابتدائی ایام پوری زندگی کے بننے یا بگڑنے میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں مشترکہ گھر میں میاں بیوی میں جو بے تکلفی اور محبت پیدا ہونی چاہئے وہ بعض اوقات پیدا نہیں ہوتی اور معمولی جھگڑے خاندانوں میں جدائی اور ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔ اور اکثر گھریلو جھگڑوں کی ابتداء چولہے سے ہوتی ہے کہ مشترکہ کھانا بنایا جاتا ہے۔ اس لئے رہائش اگرچہ مشترکہ ہو لیکن کھانا پینا فوری طور پر علیحدہ کر دیا جائے تو بہت سے جھگڑوں سے بچا جا سکتا ہے۔

گھریلو جھگڑوں کی وجہ یہ ہے کہ ایکدوسرے کے حقوق کا علم نہیں والد، بیٹا، بیٹی، بیوی، بہو وغیرہ ان تمام کے حقوق کا صحیح علم اور اس کے مطابق عمل ہی گھر کو پرسکون بنا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے موجودہ گھریلو حالات کے پیش نظر ادارہ نے ایک مکمل کتاب مرتب کی ہے۔ جس کا مطالعہ ان شاء اللہ ''پرسکون گھر'' کی ضمانت ہوگی جو قرآن وسنت اور اکابر کی مبارک تعلیمات سے آراستہ ہے ''پرسکون گھر'' خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب اور تمام متعلقین تک پہنچائیں۔ ہر آدمی اس کو اپنے مطالعہ میں رکھے تاکہ وہ ہر کسی کے حقوق اور حدود کا علم حاصل کر کے عمل کریں اور اپنی زندگی اور گھر کو پرسکون بنا سکیں۔

یہ کتاب نکاح کی ضرورت، پرسکون گھر کیلئے شوہر کی ذمہ داریاں اور حقوق، بیوی کے فرائض، میاں بیوی میں محبت کیلئے راہنما اصول اور مجرب عملیات۔ اولاد کی دینی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں' والدین اور بیوی کے حقوق کے درمیان راہ اعتدال' خاندانی جھگڑوں کے اسباب اور ان کا حل، عورت کی پرسکون زندگی کیلئے پردہ کے بارہ میں قرآنی احکامات جیسے ہزاروں عنوانات پر مشتمل ایک اصلاحی دستور العمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پرسکون امن و عافیت والی زندگی نصیب فرمائیں آمین

درسِ قرآن

ترجمہ وتفسیر
حکیم الامت مجدد الملت
مولانا اشرف علی تھانوی
ودیگر مفسرین رحمہم اللہ

سورۃ البقرہ
آیت: ۱۴۲

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ

اب تو یہ بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان کو ان کے قبلہ سے جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس بات نے بدل دیا'

سَيَقُوْلُ	السُّفَهَآءُ	مِنَ	النَّاسِ	مَا	وَلّٰىهُمْ	عَنْ	قِبْلَتِهِمُ	الَّتِىْ	كَانُوْا	عَلَيْهَا
اب کہیں گے	بیوقوف	سے	لوگ	کس	انہیں (مسلمانوں کو) پھیر دیا	سے	انکا قبلہ	وہ جس	وہ تھے	اس پر

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں جس کو خدا ہی چاہیں سیدھا راستہ بتلا دیتے ہیں۔

قُلْ	لِّلّٰهِ	الْمَشْرِقُ	وَالْمَغْرِبُ	يَهْدِىْ	مَنْ يَّشَآءُ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ
آپ کہدیں	اللہ کیلئے	مشرق	اور مغرب	وہ ہدایت دیتا ہے	جسکو چاہتا ہے	طرف	راستہ	سیدھا

تحویل کعبہ پر یہود کا اعتراض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں رہے تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو بحکم خداوندی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی رغبت اور دلی خواہش یہی تھی کہ آپ کا قبلہ پھر وہی آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ قرار دیا جائے اور آپ کو امید بھی تھی کہ آپ کی تمنا پوری کی جائے گی اس لئے آپ تحویل قبلہ کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔ بہر حال ۱۶ یا ۱۷ ماہ تک آپ مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے جس کے بعد خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آ گیا تو یہود و مشرکین اور منافقین طرح طرح کے اعتراض اور طعن کرنے لگے یہود کہنے لگے کہ پہلے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے جو ہمارے انبیاءؑ کا قبلہ تھا اب اس کو کیوں چھوڑ دیا؟ یہود کی عداوت کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے بعض کہنے لگے کہ اللہ اپنے احکام کو کیوں منسوخ کرتا ہے؟ کیا اس کو پہلے سے مصلحت کا علم نہیں؟

یہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں طعن کرنے والوں کے حال سے خبر دی اور بطور پیشین گوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ عنقریب جب تحویل قبلہ کا حکم آپ کو ملے گا تو اس وقت احمق اور بے وقوف لوگ اس بات پر اعتراض کریں گے کہ یہ مسلمان

حاصلِ مُطالعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی سنت مبارکہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معرفت میری پونجی، محبت دستور.... شوق سواری.... اللہ کا ذکر میری آرزو.... رنج میرا دوست.... علم ہتھیار.... صبر میری چادر.... اور غربت میرا امتیاز.... زہد میری سنت.... طاقت میرا شرف.... جہاد میری عادت اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بردباری.... سخاوت.... شجاعت.... شرم وحیا.... شفقت محبت ورافت.... عدل.... احسان.... وقار.... صبر.... ہیبت.... اعتماد اور دیگر اوصاف حمیدہ اس قدر ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ علماء کرام نے آپ کی سیرت.... زندگی.... بعثت.... غزوات.... اخلاق اور معجزات وغیرہ عنوانات پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ اگر ہر عنوان پر روشنی ڈالی جائے تو کتابوں کے انبار لگ جائیں گے۔

اہل علم لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات.... دین کی تکمیل.... نعمتوں کے اتمام کے بعد دوشنبہ کے دن نصف یوم گزر جانے کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۶۳ سال کی ہوئی۔

کثیر المنافع عمل

امام دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ یافعیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خیر وبرکت کا خواہش مند ہو یا رفع حاجت اور رنج وغم دور کرنا چاہتا ہو یا ظالم کیلئے بددعا کر رہا ہو تو وہ یہ عمل کرے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص پاکی اور طہارت کاملہ کے ساتھ بعد نماز عشاء ایک نشست میں یالطیف ۱۶۴۴۱ (سولہ ہزار چار سو اکتالیس) بار بغیر کسی کمی اور زیادتی پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ یہ عمل ہر قسم کے راز اور حیلہ سازی کو توڑ دے گا۔

اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ پڑھنے کے دوران آپ جب ۱۲۹ بار پڑھ چکیں تو یہاں پر تسبیح کے دانے کو روک کر ۱۲۹ مرتبہ یا لطیف پڑھا کریں تو ان شاء اللہ اس سے اس کے مذکور مقاصد حل ہو جائیں گے۔ لیکن آپ اس کا بھی خیال رکھیں کہ جب بھی آپ ۱۲۹ مرتبہ کا ورد پڑھ چکیں تو ایک مرتبہ یہ آیت کریمہ بھی پڑھ لیا کریں۔ "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ"

ننانوے اَمراض سے حفاظت

اگر کوئی یہ خواہش رکھتا ہو کہ اللہ پاک اسے ننانوے امراض سے محفوظ رکھیں۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے گناہ اور دیوانگی کے اثرات وغیرہ سے نجات مل جائے تو یہ کلمات پڑھنے سے ان شاء اللہ حفاظت رہے گی۔

"لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيُّ الْعَظِيْم"۔

نظر وعقل کی ترقی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غالباً حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنے سے نگاہ بڑھتی ہے اور پشت کر کے بیٹھنے سے گھٹتی ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ چار چیزوں سے عقل بڑھتی ہے۔ کم بولنے سے' مسواک کرنے سے' بوڑھوں کے پاس بیٹھنے سے' علماء کے پاس بیٹھنے سے۔

برے خواب سے غمگین نہ ہوں

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ برے خواب سے بھی غمگین نہ ہونا چاہئے' خواب کے اندر یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ کسی بیداری کی حالت کی دلیل تو نہیں؟ اگر حالات بیداری کی دلیل ہو تو واقعی قابل تاسف ہے ورنہ خواب ایسی کوئی شے نہیں۔

اِستقامت

(دین میں پختگی)

بازار میں چلتے ہوئے ایک بچی نے عورت سے پوچھا۔ محترمہ کیا آپ وہی نہیں جو فلاں بچیوں کے مدرسہ میں مدرس تھیں؟ عورت نے کہا کہ ہاں میں وہی عورت ہوں۔ بچی نے اجازت لے کر پوچھا محترمہ آپ کے بارے میں میں نے سنا کہ جامعہ میں حدیث شریف کی بڑی کتب آپ کے زیر درس تھیں اور آج آپ یوں بے پردہ بازار میں۔ یہ انقلاب کیسا؟ خاتون نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا واقعی میں جامعہ کی بڑی کلاسوں کو پڑھاتی تھی۔ میرے کہنے پر کئی بچیوں نے پردہ کا اہتمام کیا۔ نمازوں کی پابند ہوئیں۔ لیکن میری اپنی حالت جو تم دیکھ رہی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے والدین نے میری شادی ایک آزاد ماحول گھرانے میں کی۔ میرے شوہر بھی دینی ماحول سے دور رہے۔ میں والدین کے ہاتھوں مجبور تھی اس لئے شوہر کے کہنے پر میری یہ حالت تمہارے سامنے ہے۔

سوچئے! ایسا کیوں ہوا؟ اس میں جہاں والدین کا قصور ہے کہ انہوں نے عالمہ کا رشتہ ایسے ماحول میں کیا۔ وہاں اساتذہ اور معلمات بھی شریک ہیں کہ وہ بچوں اور بچیوں کو تعلیم کے زیور سے تو آراستہ کر دیتے ہیں لیکن تربیت کی طرف مکمل توجہ نہ دینے سے کمی رہ جاتی ہے جس سے اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ دیکھئے اگر تعلیم کے ساتھ تربیت اور دین میں پختگی ہو تو ایسی خاتون کو جس ماحول میں بھی بھیج دیا جاتا وہ اس ماحول کو دینی رنگ میں رنگ دیتی چہ جائیکہ خود ہی دوسرے ماحول ومعاشرت کو قبول کر لیا۔ صرف علم ہی بڑی مبارک چیز ہے لیکن اس کے ساتھ تربیت بھی ہو تو نور ہی نور ہے۔ حقیقی علم وہی ہے جو انسان کو عمل کیلئے بے چین کر دے۔ تربیت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ علم کے بغیر صرف تربیت سے بھی آدمی قابل رشک بن جاتا ہے۔ لیکن تربیت کے بغیر صرف علم حاصل ہو جانا اپنی جگہ نعمت وسعادت ہے لیکن علم میں کمال اور عمل کی ہمت وقوت کیلئے تربیت از حد ضروری ہے۔

ماشاء اللہ ہر سال ملک بھر میں موجود دینی مدارس اور جامعات سے ہزاروں علماء وعالمات فراغت پاتے ہیں۔ اگر دوران تعلیم اساتذہ' اور والدین تربیت کی طرف بھی توجہ دیں تو علم کی برکات واضح محسوس ہوں اور ہر عالم، عالمہ جہاں بھی دینی خدمات سرانجام دیں پورے ماحول ومعاشرہ کو دین کی طرف راغب کرنیکا سبب بنیں۔ تاکہ خود دوسروں سے متاثر ہو کر اسی رو میں بہہ جائیں۔

یہ استقامت ہی تھی کہ جب منکرین زکوٰۃ نے سر اٹھایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا اور فرمایا ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے دین میں کمی کی جائے ایسا ممکن نہیں۔ اسی استقامت کی برکت سے دیگر کتنے فتنے خود سرد ہو گئے۔ جس طرح ہم دنیاوی کاموں میں استقامت دیکھتے ہیں لوگ گرمی سردی صحت ومرض ہر ضروریات وتقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے کاروباری مصروفیات کو مقدم رکھتے ہیں تو کیا وجہ کہ عرصہ دراز تک علماء عالمات کی صحبت میں علم دین پڑھنے کے باوجود دین میں پختگی پیدا نہ ہو۔ اس لئے تعلیم کے ساتھ تربیت کی بھی از حد ضرورت ہے۔ اس لئے حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ استقامت کا مقام کرامت سے بلند ہے۔

آج ماشاء اللہ ہر جگہ علم کی فراوانی ہے کہ مدارس اور جامعات موجود ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔ لیکن دین میں پختگی اور استقامت کیلئے تربیت کی ضرورت ہے۔

کاش والدین اور اساتذہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ آج کے دور میں اس چیز کی کتنی ضرورت ہے کہ یہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین میں استقامت نصیب فرمائیں آمین

اشرفی بکھرے موتی سے انتخاب

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مرشد تھانوی رحمہ اللہ حکیم الامت تھے۔ زیادہ وظائف سے کسی کے دماغ میں خلل آنے لگتا وظائف چھڑا دیتے' فرماتے یہ فرض نہیں' صحت کے لئے کسی طبیب کی طرف رجوع کرو علاج کراؤ۔ مقویات استعمال کرو۔ سیر وسیاحت کرو۔ احباب کو ملو۔ تا کہ طبیعت میں انشراح ہو ڈاکٹر چھ گھنٹے سونے کو کہے تم آٹھ گھنٹے سوؤ۔ صرف شرعی حدود کو نہ توڑو۔ اعتدال سے چلو۔ دو تین امور کا خیال رکھو۔ خلاف شریعت نفس کو ڈھیل نہ دو۔ کچھ وقت مقرر کر کے ذکر اللہ کرو اس سے ایمان میں قوت آئے گی اور عبادت کا صحیح ذوق پیدا ہو گا۔ حلال مال پاس رکھو دل غنی رہے گا۔ تہذیب اخلاق کا درجہ ہمارے حضرت کے نزدیک وظائف سے بڑھا ہوا تھا۔ حقوق العباد کا ادا کرنا اوراد و وظائف سے بدر جہا زیادہ ضروری ہے اس کے چھوڑتے سے مواخذہ ہو گا اور ترک وظائف سے کچھ مواخذہ نہیں یہ تو مستحب ہے، در مختار میں لکھا ہے کہ تین پیسہ کے عوض سات سو نمازیں متقبول چھین لی جاویں گی۔

دعا... تعویذ سے زیادہ مفید ہے

فرمایا آج کل لوگ اپنے مقاصد میں اور امراض و مصیبتوں کو دور کرنے کیلئے تعویذ گنڈے وغیرہ کی تو بڑی قدر کرتے ہیں۔۔ اس کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں اور جو اصل تدبیر ہے یعنی اللہ سے دعا اس میں غفلت برتتے ہیں میرا تجربہ یہ ہے کہ کوئی بھی نقش و تعویذ دعا کے برابر موثر نہیں۔ ہاں دعا کو دعا کی طرح مانگا جائے (اور ان باتوں سے پرہیز کیا جائے جن کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی)۔

ایک صاحب نے مجھ سے دنیا کے کام کے واسطے وظیفہ دریافت کیا ہے۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ دعا سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ لوگوں نے دعا کو بالکل چھوڑ ہی دیا' عملیات کے پیچھے پڑ گئے۔ اور دنیا کے واسطے اوراد وظائف پڑھو گے تو اس پر اجر نہ ہو گا۔ اور دعا اگر دنیا کے واسطے بھی ہو گی۔ وہ تبھی عبادت ہو گی۔ اور اس میں اجر ملے گا۔ اصل وجہ یہ ہے کہ نفس آرام کو چاہتا ہے اور دعا میں کلفت ہوتی ہے (یعنی خود کو کچھ کرنا پڑتا ہے) اس لیے صرف تعویذ طلب کرتے ہیں کہ ایک بار لے کر بے فکر ہو جاتے ہیں اور جو کچھ پڑھنے کو بتلاؤں اس کو نہیں پڑھتے۔ ظاہر میں یہ بات تواضع کی ہے کہ ہم اس قابل کہاں ہیں (کہ دعا کریں) مگر حقیقت میں یہ نفس کی شرارت ہے۔ نفس آرام طلب ہے۔ اور تعویذ میں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ تعویذ لے کر بازو پر باندھ لیا۔ بس چھٹی ہوئی۔ اور پڑھنے میں مصیبت معلوم ہوتی ہے وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے پڑھنے سے اور دعا کرنے سے گھبراتے ہیں۔

کم فہم شخص کو تعویذ نہیں دینا چاہئے

فرمایا کج فہم (یعنی کم عقل جاہل) کو تعویذ وغیرہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا تو سمجھتا ہے کہ اسماء الٰہیہ یا کلام الٰہی میں بھی تاثیر نہیں۔ حالانکہ اس تاثیر کا نہ وعدہ کیا گیا ہے نہ دعویٰ۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اگر اتفاق سے آیت یا حدیث سے کامیابی نہ ہوئی اور معمولی عملیات سے ہو گئی تو اس سے اور بھی عقیدہ میں فساد ہو گا کہ معمولی عملیات کو قرآن وحدیث سے زیادہ بابرکت سمجھے گا۔

عقل پرستی یا اکل پرستی

آج کل لوگ عقل پرستی کا زمانہ بتلاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اکل (خوراک) پرستی کا زمانہ ہے۔

عالم کیلئے فتنہ

فرمایا: عالم کیلئے یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ وہ اس کی خواہش رکھے کہ لوگ اس کے پاس آ کر بیٹھا کریں۔

ہے کوئی غور کرنیوالا؟

مولانا محمد صادق
کراچی

یہ ایک ناقابل تردید' مسلمہ بین الاقوامی سچائی ہے کہ انسان جہاں کہیں پہنچ جائے' جو کچھ بن جائے' جتنے چاہے ہاتھ پیر مار لے' جتنی ریاضت ومشقت کر لے' جتنے چاہے اسباب ووسائل جمع کر لے اللہ رب العزت کا محتاج ہی رہے گا۔ آج تک مطیع وفرمانبردار' سرکش وباغی اپنی اپنی لائنوں میں ایسا کوئی طریقہ وضع ہی نہیں کر سکے ہیں ایسا کوئی راستہ ڈھونڈ ہی نہیں سکے ہیں جن کو اختیار کرنے کی وجہ سے رب کائنات کی ضرورت کو ختم کر سکیں اور ایسا کرنا روز قیامت تک ناممکن اور محال ہے۔ یہ ایک ایسی لازمی انسانی مسلسل ضرورت ہے جس سے لمحے بھر کیلئے ذرہ برابر چھٹکارا مل ہی نہیں سکتا۔

انسان دنیا میں آمد سے پہلے اپنے وجود کیلئے بھی اللہ رب العزت کا محتاج ہے۔ وجود کے بعد اس دنیا میں زندہ' صحیح سلامت آمد کیلئے بھی اللہ رب العزت کا محتاج ہے۔ آمد کے پہلے لمحے ہی سے موت تک ہر آن ہر گھڑی اسی کا محتاج رہتا ہے۔ اس دنیا سے موت کے ذریعے نکلنے میں بھی اس ذات اقدس کا محتاج ہے۔ یہ محتاجگی سر کے بال سے لیکر پیر کے ناخن تک کے اندرونی وبیرونی' ظاہری باطنی' چھوٹے بڑے تمام اعضاء میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے اور باقی رہتی ہے۔ زندگی کا وہ کونسا شعبہ ہے جو اللہ رب العزت کے رحم وکرم کے بغیر چل سکتا ہے؟ دنیا کا ہر ہر ذرہ اپنے وجود اور استعمال میں اللہ رب العزت کی مشیت اور حکم کا مکمل طور پر محتاج ہے یہ محتاجگی بھی اللہ رب العزت کے وجود کی ایک زبردست اور ناقابل تردید دلیل ہے۔ اس محتاجگی کے تناظر میں ضرورت کا پورا ہونا اللہ رب العزت کی قدرت کی طرف مشیر ہے۔ یعنی جس قسم کی محتاجگیاں ہیں ان کو کوئی زبردست قدرت والا' ناممکن کو ممکن بناتے رہنے کی اہلیت رکھنے والا' کسی سے متاثر نہ ہونے والا کسی کے دباؤ میں نہ آنے والا' بذات خود غیر محتاج' حکیم غیر متعصب' تواب ورحیم ہی دور کر سکتا ہے اور ایسی ہستی اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی ضرورت کبھی نہ ختم کی جا سکنے والی' اٹل اور مسلمہ حقیقت ہے۔ انسان کی یہ ایک بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک ایسی مخلوق ہے جس کے خالق نے اس کی ضرورت کے تا حیات پورا ہونے کے اسباب اس دنیا میں انسان کو عطا فرما رکھے ہیں اور انسان اس سے خوب خوب فائدہ اٹھا رہا ہے ہر ہر سبب مقدار کے اعتبار سے وافر ہے اور صلاحیت کے حوالے سے بھرپور ہے۔

اس خوش قسمتی کے ساتھ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ انسان جیسا محتاج اللہ رب العزت جیسے قادر مطلق' متصرف ومدبر کائنات کا نافرمان ہے اور حقیقت کے ادراک کے باوجود اس نافرمانی سے نکلنا بھی نہیں چاہتا۔ بے حسی کی انتہا ہے کہ عبرت کے واقعات سے بھی سبق حاصل نہیں کر رہا۔ تغیر حالات زمانے کے اتفاقات نہیں انسانی اعمال کے نتائج ہیں۔

اس انتہا کی نافرمانی کے باوجود اللہ رب العزت کی طرف سے رحم وکرم کا ہی معاملہ ہے کہ وہ سنبھلنے اور پلٹنے کا موقعہ عنایت فرمائے ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کی زبردست دلیل ہے۔ اس زبردست محبت کے تناظر میں یہ کیسا عجیب المیہ ہے کہ انسان اپنی فطرت بھی بھلاتا جا رہا ہے۔ انسان کی فطرت تو یہ ہے کہ وہ اپنے محسن کا غلام بن جاتا ہے اور اسے راضی رکھنے کیلئے اپنی جان پر بھی کھیل جاتا ہے۔ احسان فراموشی کو اپنے لئے ذلت کی چیز سمجھتا ہے لیکن یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات کے معاملے میں معاملہ بالکل ہی "الٹ" ہے۔ ہر کس وناکس کو راضی رکھنے میں اپنی عزت سمجھتا ہے اور حقیقی محسن پروردگار جس کا ہر آن ہر گھڑی محتاج ہے اسے راضی

کرنے کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے؟ جبکہ یہ بھی یقین ہے کہ ہر وقت اس کی دسترس میں ہے نہ اس کی بادشاہت سے نکل سکتا ہے نہ اس کی بادشاہت میں کہیں چھپ کر اسے عاجز کر سکتا ہے۔ نہ خود اس کے مقابلے کی طاقت رکھتا ہے نہ اس کے مقابل کسی زور آور کو کھڑا کر سکتا ہے۔

کیسی المناک اور درد انگیز ہے یہ حقیقت کہ انسان فراموش کر چکا ہے اس بات کو کہ ایک دن اللہ رب العزت مجموعہ انسان کو اپنے پاس جمع فرمائیں گے پھر بتلا دیں گے وہ سب کچھ جو وہ کیا کرتے تھے اور ان سب سے ان تمام اعمال کا حساب لیں گے اور ان سب کا پورا پورا بدلہ عنایت فرمائیں گے اور یہ کام اللہ رب العزت کیلئے کوئی مشکل نہیں۔

کیا بھلایا جا سکتا ہے اس سچائی کو کہ ''اور تو دیکھے ہر جماعت کو کہ بیٹھی ہے گھٹنوں کے بل' ہر جماعت بلائی جائے گی اپنے اپنے اعمال نامے کی طرف' آج بدلہ پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے''۔ (جاثیہ 28)

کیا صرف نظر کیا جا سکتا ہے اس حقیقت سے کہ ''آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے''۔ (یٰسین 65)

کیا جھٹلایا جا سکتا ہے اس خبر کو ''اور جس دن جمع ہوں گے اللہ کے دشمن جہنم پر تو ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی' یہاں تک کہ جب اس پر پہنچیں' بتائیں گے ان کو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں جو کچھ وہ کرتے تھے''۔ (حٰم سجدہ 20,19)

کتنا قابل غور ہے یہ نتیجہ ''اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ'' (یٰسین 59) یعنی جنتیوں کے عیش و آرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں تمہارا مقام دوسرا ہے جہاں رہنا ہوگا۔

تا حیات آنکھوں کے سامنے رکھنے والی ہے یہ بات ''پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ ان کا گھر ہے (حٰم سجدہ 24)

نہ صبر کار آمد ہوگا نہ خوشامد کا فائدہ ہوگا۔

ہے کوئی خوش نصیب غور کرنے والا؟

کوئی کام بھی اتفاقاً نہیں ہوتا

ارشاد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

''آج کل دنیا جس کو ''اتفاق'' کا نام دیتی ہے کہ اتفاقاً یہ کام اس طرح ہو گیا۔ یہ سب غلط ہے۔ اس لئے کہ اس کائنات میں کوئی کام اتفاقاً نہیں ہوتا بلکہ اس کائنات کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی حکمت' مشیت (مرضی) اور نظم کے ماتحت ہوتا ہے۔ جب کسی کام کی علت اور سبب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کام کن اسباب کی وجہ سے ہوا تو بس ہم کہہ دیتے ہیں کہ اتفاقاً یہ کام اس طرح ہو گیا۔ ارے جو اس کائنات کا مالک اور خالق ہے وہی اس پورے نظام کو چلا رہا ہے اور ہر کام پورے مستحکم نظام کے تحت ہو رہا ہے۔ کوئی ذرہ اس کی مشیت کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ اسلئے سیدھی سی بات یہ ہے کہ دوا میں بذات خود کوئی تاثیر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوا میں تاثیر پیدا فرمائی تو فائدہ ہو گیا اور جب اللہ تعالیٰ نے تاثیر پیدا نہیں فرمائی تو فائدہ نہیں ہوا۔ بس یہ سیدھی سی بات ہے ''اتفاق'' کا کیا مطلب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے موافق جس حکم کو چاہے منسوخ کرے' جسے چاہے باقی رکھے' جس قوم کو چاہے مٹائے' جسے چاہے اسکی جگہ جما دے۔ جن اسباب کی تاثیر چاہے بدل ڈالے۔ جن کی چاہے نہ بدلے۔ غرض' ہر قسم کی تبدیلی و تغیر' محو و اثبات' نسخ و احکام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے' وہ کچھ نہ تھا' اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا' پھر موت بھیجی اور دی ہوئی زندگی واپس لے لی۔ یہ کچھ نہ کر سکا اور بعضوں کو موت سے پہلے ہی پیرانہ سالی کے ایسے درجے میں پہنچا دیا کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے' نہ ہاتھ پاؤں میں طاقت رہی بالکل نکما ہو گیا نہ کوئی بات سمجھتا ہے نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم و قدرت اسی خالق و مالک کے خزانہ میں ہے۔ جب اور جس قدر چاہے دے اور جب چاہے واپس کر لے''۔

اسماء الحسنیٰ سے پریشانیوں کا حل

غیر اللہ کو دل سے نکالنے کی دعا

انسان کو چاہئے کہ دل پر ایسی محنت کرے کہ اس دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی سے امید باقی رہے نہ اللہ تعالیٰ کے غیر کا خوف رہے۔ اس نعمت کے حصول کیلئے ایک دعا اور ایک حدیث یاد کر لیں۔ دعا بار بار مانگتے رہیں اور حدیث کا اکیلے میں مراقبہ کرتے رہیں' سوچیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی یہ کیفیت اور یہ نعمت عظیمہ حاصل ہوگی کہ پھر اللہ تعالیٰ کے غیر سے امید اور خوف ختم ہو جائے گا۔ دعا یہ ہے۔

''اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَائَکَ' وَاقْطَعْ رِجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ فَلاَ اَرْجُوْا اَحَداً غَیْرَکَ''

ترجمہ:۔ اے اللہ! میرے دل میں صرف اور صرف اپنے سے امید پیوست فرما دے اور میرے دل سے اپنے غیر کی امید ختم فرما دے۔ یہاں تک کہ میں کسی سے بھی آپ کے سوا امید نہ رکھوں۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک قبر پر ہوا جس میں میت کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ دوبارہ وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر میں رحمت کے فرشتے ہیں۔ عذاب کی تاریکی کے بجائے وہاں اب مغفرت کا نور ہے۔ آپ کو تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے اس عقدہ کو حل کرنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ''یہ بندہ گناہ گار تھا۔ جس کی وجہ سے مبتلائے عذاب تھا' مرتے وقت اس کی بیوی امید سے تھی۔ اس کا بچہ پیدا ہوا' وہ بچہ مکتب میں داخل کر دیا گیا۔ استاذ نے اسے پہلے دن ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھائی' تب مجھے اپنے بندے سے حیا آئی کہ'' میں زمین کے اندر اسے عذاب دیتا رہوں جب کہ اس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا نام لیتا رہے''۔



حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی تھی اور فرمایا کہ کرب اور پریشانی کے وقت یہ دعا مانگا کریں۔ ''اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا'' اللہ اللہ میرے رب ہیں میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ لہٰذا پریشانی کے وقت یہ دعا ورد زبان رکھنی چاہئے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا کبھی بے کار نہیں جاتا۔ قرآن میں تقریباً دو ہزار نو سو چالیس مرتبہ ''اللہ'' آیا ہے۔

مسلمان بندہ کو چاہئے کہ اس یقین کو دل میں بٹھائے کہ میرا مولیٰ اور آقا میرے مسائل کا حل کرنے والا' میری پریشانیاں دور کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے۔ جب یہ یقین پکا ہو جائے گا تو پھر ایک اللہ ''وحدہ لاشریک لہ'' کی ہی عبادت کرنے میں اور بندگی کرنے میں دن رات محنت و کوشش کرے گا۔ جو بندہ اللہ ہی کی عظمت و کمال کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے اور غیر اللہ کو کسی طرح بھی اہمیت نہ دے تو ایسے شخص کو یہ صفات ملتی ہیں: غیر اللہ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ مصیبت و پریشانی میں فوراً اللہ جل جلالہ سے رابطہ کرتا ہے۔ اللہ کی رضا کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ ''اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں'' کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اس کا یقین گناہوں سے بچانے' گھبراہٹ اور ہر قسم کی پریشانی سے نجات کیلئے بہت ہی مفید ہے۔

عاجزی سے ہی کام بنتا ہے!

ازافادات: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

عاجزی پر رحمتِ خداوندی کا ظہور

فرمایا: سندیلہ ایک مقام ہے وہاں ایک مرتبہ بارش بند ہوگئی قحط ہوگیا مخلوق بہت پریشان ہوئی استسقاء کی نماز کئی روز پڑھی گئی بارش نہ ہوئی وہاں کے رؤسا کے پاس بازاری عورتیں آئیں اور انہوں نے عرض کیا کہ صاحبو! یہ سب ہمارے بُرے عملوں کے نتیجے ہیں ہم تباہ کار سیاہ رو ہیں ہماری نحوست سے تم کو بھی یہ پریشانی ہوئی ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی میدان میں جمع ہوکر توبہ کریں لیکن جب ہم جمع ہوں تو ایسا انتظام کردیجئے کہ وہاں جنگل میں کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے ایسا نہ ہو کہ بجائے رحمت کے اور زیادہ غضب نازل ہو۔ چنانچہ انتظام کردیا گیا اور وہ سب عورتیں وہاں گئیں اور سجدہ میں پڑ کر رونا چلانا شروع کیا اور کہا اے اللہ! یہ ہماری نحوست ہے ہم بہت گنہگار ہیں ہم بہت سیاہ رُو ہیں ہماری وجہ سے مخلوق کو پریشان نہ کیجئے اور جو جو کچھ بن سکا حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا، حق تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے اس حکایت کو نقل کرنے والے یوں کہتے تھے کہ انہوں نے سر نہیں اٹھایا تھا کہ بارش شروع ہوئی اور خوب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ تقویٰ طہارت پر کسی کو ناز نہ ہو۔ ہمارے دربار میں تقویٰ طہارت جب ہی مقبول ہے جبکہ اس میں عبدیت اور خشوع وخضوع ہو اور خشک تقویٰ ہمارے دربار میں قابل قدر نہیں۔

رات کی عبادت

فرمایا: یہاں جب حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تشریف رکھتے تھے تو حافظ عبدالقادر جو حضرت کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی رات کو یہیں سہ دری میں حضرت کی چارپائی کے نیچے لیٹتے تھے اور حضرت کی چارپائی بہت مکلف تھی کہ نواڑ سے بنی ہوئی رنگین پائے سیج بند کسے ہوئے اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ نوابوں کی سی زندگی بسر کررہے ہیں لیکن حال یہ تھا کہ مجھ سے خود حافظ عبدالقادر صاحب کہتے تھے کہ عشاء کے بعد حضرت اور میں چارپائی پر آکر لیٹ جاتے بس اس وقت تو سب نے دیکھ لیا کہ حضرت عشاء کے بعد سو رہے ہیں لیکن جب سب نمازی چلے جاتے تو مؤذن سے دروازہ بند کرالیتے اور مسجد میں مصلے بچھا کر ذکر میں مشغول ہوجاتے حافظ صاحب کہتے تھے کہ رات بھر میں شاید تھوڑی ہی دیر آرام فرماتے ہوں کیونکہ جب آنکھ کھلی حضرت کو مسجد میں بیٹھے ہوئے ذکر میں مشغول ہی دیکھا اور کوئی دن ناغہ نہ جاتا تھا کہ روتے نہ ہوں اور بڑے درد سے بار بار یہ شعر نہ پڑھتے ہوں۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سر من پیدا مکن

اے اللہ اس بندے کو رسوا نہ کیجئے اگرچہ میں بُرا ہوں لیکن اس کو ظاہر نہ کیجئے۔

تو حضرت جس کو منزل پر پہنچنا ہوگا وہ رات ہو یا دن جب وقت ملے گا چل پڑے گا مگر ہم غافل ہیں بس جہاں ہیں وہیں دھرے ہوئے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب کی بے نفسی

فرمایا ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کی کسی نے تکفیر کی۔ حضرت نے سن کر برا نہیں مانا اور یہ فرمایا کہ میں عنداللہ اگر مومن ہوں تو مجھ کو کسی کی تکفیر مضر نہیں اور اگر (خدانخواستہ کافر ہوں) تو بُرا ماننے کی کیا بات ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ یزید کیسا تھا؟ فرمایا کہ ہاں شاعر اچھا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی فکر اور عاجزی نصیب فرمائیں آمین

روحانی فیوز

جی ہاں انسان کا بھی فیوز اڑ جاتا ہے

ظہر کے بعد ہمیں سوئے ہوئے ابھی گھنٹہ بھر نہ ہوا تھا کہ پنکھا بند ہونے کی وجہ سے آنکھ کھل گئی اٹھ کر دیکھا تو دوسرے کمرے کا پنکھا چل رہا تھا۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا آدھے سے زیادہ گھر میں بجلی نہیں تھی۔ فوراً خیال فیوز کی طرف گیا کہ کہیں فیوز نہ اڑ گیا ہو۔ مرکزی سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے فیوز جمپروں کو اتار کر دیکھا تو واقعتاً ایک جمپر میں فیوز کی تار جلی ہوئی تھی یعنی ایک فیوز اڑ گیا تھا۔

استعمال شدہ تار کے ایک گچھے سے تھوڑا سے تار چھیل کر تقریباً دسوا دو انچ تار جمپر میں لگا کر دونوں طرف سے پیچ کس کر جمپر دوبارہ ہولڈر سے لگا دیا کمرے کا پنکھا' ٹیوب' باورچی خانے کا فریج' صحن میں لگی پانی کی موٹر تمام چیزوں نے کام شروع کردیا گویا ایک باریک سا تار صحیح طریقے سے جمپر میں لگانے سے اس جمپر میں متعلقہ بجلی کے تمام پوائنٹوں نے کام شروع کردیا۔

یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے جو کسی بھی گھر' دفتر' دکان یا کارخانے میں آپ کے ساتھ بھی کبھی پیش آچکا ہوگا یا آپ نے اس طرح کسی واقعے کے متعلق سنا ہوگا کہ کس طرح ایک باریک سا تار جل جانے یا اپنی جگہ سے ہٹ جانے پر اس سے متعلقہ بجلی کے تمام پوائنٹ جن پر چاہے پنکھا چل رہا ہو ٹیوب یا بلب روشن ہو رہا ہو۔ استری یا فریج کام کررہا ہو موٹر پانی دے رہی ہو، اوون میں کھانا گرم ہو رہا ہو یا ائیر کنڈیشنر ٹھنڈک پہنچا رہا ہو سارا نظام رک جاتا ہے۔ ہمارے ماحول میں کتنی روحانی تاریکی پھیل رہی ہے چاہے اس کا نام روشن خیالی ہی رکھ لیں اس تاریکی کی وجہ سے قدرت کی طرف سے عطیہ کی ہوئی ہماری کتنی جسمانی وروحانی حسیات ہیں جو کام چھوڑ چکی ہیں ہم جنہوں نے پوری انسانیت کو جہالت وگمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر سورج سے بھی روشن صراط مستقیم پر لانا تھا خود اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں میں جاگرے۔ اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ ہمارے عقائد' اعمال' اخلاق اور معاملات کے جمپروں کے فیوز اڑ چکے ہیں اور وہ باریک تار کام چھوڑ چکے ہیں جن کا تعلق دین اسلام کے مرکزی پاور پلگ سے تھا اور جو ہمارے اندر اور باہر امیدوں کے قمقمے روشن رکھتے تھے۔

کیا کبھی ہم نے سوچا کہ ہم اپنی روحانی اور معاشرتی تاریکی دور کرنے کیلئے اخلاق وکردار سے عاری بے یقینی کے سمندر میں غوطے کھاتی انسانیت کیلئے مینارہ نور بننے کیلئے اپنے دل کے ٹوٹے تاروں کا جائزہ لیں اور ان کو پھر سے اس مرکزی پاور لائن سے جوڑیں جس کی لازوال اور ابدی روشنی نے عرب کے ظلمت کدوں سے ہند کے بت کدوں تک کو منور کردیا تھا۔ روم یونان' چین' قیصر وکسریٰ ایران اور یورپ کی تہذیب وتمدن کی آنکھیں جس کی ضوفشانی سے خیرہ ہوگئی تھی۔ یاد رکھئے کہ پہلی صدی ہجری کی کامیابی وکامران اور فلاح پانے والی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو معیار حق ہیں اور جنہیں وہ روشن ستارے قرار دیا گیا جن کی پیروی جنت کی طرف' ابدی فلاح کی طرف لے جاتی ہے۔ انہوں نے ایک ہی کتاب پڑھی تھی۔ "کتاب اللہ" ۔ سائنس' ادب' ریاضی' فلسفہ' منطق نہیں' جی ہاں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف اور صرف قرآن پڑھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا تھا اور صحابہ "کتاب اللہ" کو خود سے پڑھ کر ہدایت یافتہ نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے استاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

آج بھی کفر کا مقابلہ کفار کے علوم وفنون اور انہی کے طرز سیاست وحکومت اور معاشرت کے ساتھ نہیں ہوسکتا بلکہ رحمٰن کے فرمان پر چل کر ہی کفار کو ہر میدان میں شکست دی جاسکتی ہے اور اس کیلئے بنیادی کام وہی ہے کہ دل کے جمپر کے تار درست کرنا جو اڑ چکے ہیں یا کام چھوڑ چکے ہیں اور ان کی ابتداء کیلئے اتنی ہی محنت درکار ہے۔ جتنی ایک جمپر کا فیوز لگانے میں ہوتی ہے۔ وضو کیجئے' دو رکعات نماز پڑھئے' توبہ کیلئے مالک وخالق کے سامنے ہاتھ اٹھائیے۔ اس کی نافرمانیوں پر گریہ کناں ہوجائیے۔ آنسوؤں سے دل کے جمپر کو دھو ڈالئے اور اللہ کی فرمانبرداری کے تار کو سنت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچوں سے کس لیجئے۔ اندر باہر روشن ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائیں آمین

جنت کے موتی

مصر کے مشہور جید عالم حضرت شہاب الدین احمد قلیوبی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''نوادر قلیوبی'' ہے، جس میں عبرت و نصیحت کے دلچسپ واقعات ذکر کیے گئے ہیں جو معلومات افزا ہونے کیساتھ اصلاح افروز بھی ہیں اس عربی کتاب کا ترجمہ ''انوار محبوبی'' کے نام سے شائع ہے لیکن نایاب ہے ذیل کے واقعات اسی مبارک کتاب سے ماخوذ ہیں۔

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا۔ جس پر معیشت زندگانی تنگ ہوگئی تھی پس ایک دن کو وہ ایک میدان کی جانب جانکلا اور وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔ وہ دعا کرتا تھا کہ اسے کچھ عطا کیا جائے ایک دن اس نے ندائے غیب سنی کہ اے عابد اپنا ہاتھ پھیلا اور لے۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس پر دو موتی ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے رکھے گئے وہ ان کو لے کر اپنے گھر واپس آیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ ہم محتاجی سے امن میں ہوگئے۔ اس کے بعد اس عابد نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اور اس میں ایک محل ہے پس اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا محل ہے اس کے بعد اس نے آمنے سامنے دو تخت دیکھے کہ ان میں سے ایک سرخ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے اور دونوں کی چھت موتی کی ہے اور اس سے کہا گیا کہ ان دونوں میں سے ایک تیرے بیٹھنے کی جگہ ہے اور دوسرا تیری بی بی کی نشست گاہ ہے اس کے بعد اس نے ان کی چھت کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں ایک جگہ دو موتیوں کے بقدر خالی ہے پس اس نے پوچھا کہ یہ جگہ کیوں خالی ہے جواب ملا کہ یہ جگہ پہلے خالی نہیں تھی لیکن تو نے دنیا ہی میں ان دو موتیوں کے لئے جلدی کی۔ یہ انہیں موتیوں کی جگہ ہے اس کے بعد وہ روتا ہوا نیند سے بیدار ہوا اور اپنی بی بی کو اس کی خبر کی۔ پس بی بی نے اس سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ وہ ان موتیوں کو ان کی جگہ واپس کردے چنانچہ وہ پھر اسی میدان میں گیا اور وہ دونوں موتی اپنی ہتھیلی پر رکھ کر اللہ سے دعا کرنے لگا کہ وہ ان کو ان کی جگہ واپس کردے آخرکار ایک دن وہ موتی اس کی ہتھیلی سے غائب ہوگئے اور آواز آئی کہ ہم نے ان موتیوں کو ان کی جگہ واپس کردیا۔ پس اس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی۔

ماں کی بددعا: عطاء بن یسارؒ سے منقول ہے کہ ایک جماعت نے سفر کیا اور ایک میدان میں اتری پس یہاں اس جماعت کے لوگوں نے متواتر گدھے کی آواز سنی جس سے وہ بیدار ہوگئے اور تحقیق کے لئے چلے تاکہ اس کو دیکھیں ناگاہ انہیں ایک ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک بڑھیا موجود تھی۔ پس ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم نے گدھے کی آواز سنی جس نے ہم کو بیدار کیا۔ لیکن ہم تیرے یہاں گدھا نہیں دیکھتے ہیں اس بڑھیا نے ان سے کہا کہ میرا لڑکا تھا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ مجھ سے کہتا تھا کہ یا حمارۃ (گدھیا) آ اور یا گدھیا جا۔ اور یہ اسکی عادت تھی میں نے اسکے حق میں بددعا کی کہ یا اللہ اس کو گدھا کردے چنانچہ اب ہمیشہ ہر رات میں صبح تک گدھے کی بولی بولتا ہے۔ اسکے بعد ان مسافروں نے اس سے کہا کہ ہم کو اسکے پاس لے چلو تاکہ ہم اسکو دیکھیں پس یہ لوگ اسکے پاس گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر میں ہے اور اسکی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**

قارئین کرام: الحمدللہ ''محاسن اسلام'' کے مسلسل مطالعہ سے ہزاروں افراد کی زندگیوں میں دینی انقلاب آچکا ہے آپ بھی اس کار خیر میں یوں حصہ ملایئے کہ اپنے دوست احباب' گھر' دفتر و دیگر مقامات تک زیادہ سے زیادہ پہنچا کر اپنے لئے نیکیوں کا مستقل سلسلہ شروع کیجئے کہ ''محاسن اسلام'' صرف ایک دینی ماہنامہ ہی نہیں بلکہ اکابر کے طریقہ پر اصلاح معاشرہ کی ایک تحریک ہے۔

یہ بھی دھوکہ ہے

سورۃ مطففین کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت بڑے گناہ کی طرف متوجہ فرمایا ہے اور وہ گناہ ہے ''کم ناپنا اور کم تولنا'' یعنی جب کوئی چیز کسی کو بیچی جائے تو جتنا اس خریدنے والے کا حق ہے' اس سے کم تول کردے' عربی میں کم ناپنے اور کم تولنے کو ''تطفیف'' کہا جاتا ہے اور یہ ''تطفیف'' صرف تجارت اور لین دین کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ ''تطفیف'' کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ وہ یہ کہ دوسرے کا جو بھی حق ہمارے ذمے واجب ہے' اس کو اگر اس کا حق کم کرکے دیں تو یہ ''تطفیف'' کے اندر داخل ہے۔ (مولانا ہارون معاویہ سندھ)

حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''آپ نے ایک نوکر رکھا اور نوکر سے یہ طے کیا کہ تمہیں ماہانہ اتنی تنخواہ دی جائے گی اور روزانہ دو وقت کا کھانا دیا جائے گا لیکن جب کھانے کا وقت آیا تو خود تو خوب پلاؤ زردے اڑائے' اعلیٰ درجے کا کھانا کھایا اور بچا کھچا کھانا جس کو ایک معقول اور شریف آدمی پسند نہ کرے' وہ نوکر کے حوالے کردیا تو یہ بھی ''تطفیف'' ہے۔ اس لئے کہ جب تم نے اس کے ساتھ دو وقت کا کھانا طے کرلیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کو اتنی مقدار میں ایسا کھانا دوگے جو ایک معقول آدمی پیٹ بھر کر کھا سکے' لہٰذا اب اس کو بچا کھچا کھانا دینا اس کی حق تلفی ہے اور اس کے ساتھ ناانصافی ہے۔ لہٰذا یہ بھی ''تطفیف'' کے اندر داخل ہے''۔

آج تنخواہ بڑھانے کی درخواست دینے کے بارے میں تو آپ روزانہ سنتے ہیں لیکن یہ کہیں سننے میں نہیں آتا کہ کسی نے یہ درخواست دی ہو کہ میں نے دفتری اوقات میں اتنا وقت ذاتی کام میں صرف کیا تھا لہٰذا میری تنخواہ کاٹ لی جائے۔ یہ عمل وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کی فکر ہو' آج ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے مزدوری کرنیوالے ملازمت کرنے والے لوگ کتنا وقت دیانت داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی پر صرف کررہے ہیں؟ آج ہر جگہ فساد برپا ہے' خلق خدا پریشان ہے اور دفتر کے باہر دھوپ میں کھڑی ہے اور صاحب بہادر اپنے ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں مہمانوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہیں' چائے پی جارہی ہے' ناشتہ ہورہا ہے۔ اس طرز عمل میں ایک طرف تو تنخواہ حرام ہورہی ہے اور دوسری طرف خلق خدا کو پریشان کرنے کا گناہ الگ ہورہا ہے۔

مسلمان کبھی دھوکا نہیں دیتا

مسلمان کا ایک طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ تجارت میں کبھی دھوکہ اور فریب نہیں دیتا، ناپ تول میں کبھی کمی نہیں کرتا، کبھی ملاوٹ نہیں کرتا، امانت اور دیانت کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے ایسا ہی معاشرہ پیش کیا اور صحابہ کرامؓ کی شکل میں ایسے ہی لوگ تیار کیے، جنہوں نے تجارت میں بڑے سے بڑے نقصان کو گوارہ کرلیا، لیکن دھوکہ اور فریب دینے کو گوارہ نہیں کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کی تجارت بھی چمکائی اور سیاست بھی چمکائی۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ جب بازار جاتے ہیں تو سب احکام بھول جاتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کے احکام صرف مسجد تک کیلئے ہیں۔ بازار کیلئے نہیں۔ خدا کیلئے اس فرق کو ختم کریں اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی احکام بجالائیں۔

اے اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

عہدے کی حرص

مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ

آج جدھر دیکھئے عہدوں کی حرص اور مناصب کے حصول کیلئے جھگڑوں کا بازار گرم نظر آتا ہے چھوٹی چھوٹی مقامی جماعتوں سے لے کر بڑی بڑی تنظیموں میں یہ شکایت عام ہے کہ عہدوں کے طلب گار سینکڑوں ہیں اور مخلصانہ خدمت انجام دینے والوں کی تعداد کم سے کم تر ہے۔ یہ بات ملک کی سیاسی جماعتوں اور قومی تنظیموں میں ہو تو ذرا سمجھ میں بھی آتی ہے کیونکہ وہاں تو مقصود اور نصب العین صرف عہدہ اور منصب ہی ہوتا ہے۔ لیکن وہ دینی جماعتیں جن کی ساری جدوجہد کا محور سوائے مذہب اور فلاح اخروی کے کچھ نہیں ان میں منصب وعہدہ سے دلچسپی فہم سے بالاتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو چیزیں انسان کے دین کو نقصان پہنچانے میں بھوکے بھیڑیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔

(۱) مال کی محبت۔ (۲) جاہ کی محبت۔

ظاہر ہے کہ جب جاہ کی وجہ سے جب دین ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے تو ایسے شخص سے دین کی خدمت کی کیا امید رکھی جاسکتی ہے؟ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

کہ انسان کو جو عہدہ اور ذمہ داری اس کی طلب اور چاہت کے بغیر عطا کی جاتی ہے تو منجانب خداوندی اس کی مدد کا انتظام کیا جاتا ہے اور اس کے متعلقہ امور اچھی طرح انجام پاتے ہیں اور اس کے برخلاف جو شخص کسی عہدہ کا بذات خود امیدوار رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات اسی کے حوالہ کر دیتا ہے اور مدد کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعتوں کی ترقی کا راز اس میں مضمر ہے کہ اس کے کارپرداز ان حب جاہ کے جراثیم سے پاک اور خدمت کے جذبات سے معمور ہوں۔ جب دین کی خدمت کرنی ہے تو "آمر" بن کر ہو یا "مامور" بن کر ہر حال میں کرنی چاہئے یہ بات ہرگز نہ ہو کہ ہم اگر "آمر" نہ بن پائیں تو خدمت ہی سے کنارہ کش ہو جائیں۔

تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ انسان کے مخلص ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے کوئی اس سے بہتر دینی خدمات انجام دینے والا آجائے تو اسے طبعی مسرت حاصل ہو نہ یہ کہ محض اپنی مقبولیت میں کمی آنے کے خطرے سے دوسرے سے حسد کرنے لگے۔ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اصلی عزت ووقعت کا مدار آدمی کی خدمت پر ہے۔ اگر دینی خدمات مسلسل انجام دیتا ہے تو بلا منصب کے بھی آدمی باعزت بن سکتا ہے اور اگر کام ہی نہ کرے تو کوئی بھی منصب انسان کو عزت سے نہیں نواز سکتا۔ بہر حال ہمیں اپنی صفوں سے یہ کوتاہی دور کرنی ضروری ہے۔ ذاتی مفاد کو ملی منفعت پر قربان کرنے کا جذبہ رکھا جائے پھر دیکھئے ہماری جماعتیں کیا رنگ دکھاتی ہیں اور کتنی ترقیات سے سرفراز ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کی توفیق سے نوازے۔ (آمین)

امیر ترجمہ اور غریب ترجمہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قرآن مجید کے ترجمہ کی دو قسمیں ہیں

امیر ترجمہ وہ ہے جو امیروں کا کیا ہوا ہو یعنی ڈپٹیوں کا۔ آج کل لوگ ایسے ترجمہ پر فریفتہ ہیں کہتے ہیں اس ترجمے کی زبان اچھی ہے۔

غریب ترجمہ وہ ہے جو غریب مولویوں کا ترجمہ ہو۔ یاد رکھو! زبان دانی سے علم نہیں آتا اگر زبان دانی ہی کا نام علم ہوتا تو ابو جہل اور ابولہب بڑے عالم تھے۔ علم اور شے ہے اور زبان دوسری شے ہے۔ ہر شے کو اسکے محل سے حاصل کرنا چاہئے غیر محل سے کوئی شے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ علم کا دروازہ علماء محققین ہیں ان سے علم سیکھو یا انکی صحبت میں رہو۔ (ملفوظات)

اللہ تعالیٰ کا اعلانِ مغفرت

از افادات
مولانا محمد احمد رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بڑا شفیق اور مہربان ہے اور اس کی رحمت میں سب کیلئے پوری گنجائش ہے بڑے سے بڑا مجرم اور گنہگار بھی اگر اس کی رحمت اور مغفرت کا طالب بن کر اس کی طرف بڑھے تو وہ اسے بخشنے کے لئے اور اسے اپنی آغوش رحمت میں جگہ دینے کے لئے تیار ہے لیکن اس کے ساتھ وہ صاحب عدالت بھی ہے اور سرکش مجرموں کو سزا دینا بھی اس کی عدالت اور حکمت کا تقاضا ہے۔ اس لئے جو شریر اور مفسد سرکشی اور شرارت سے باز نہ آئیں گے اور تذکیر ونصیحت کے باوجود نافرمانی اور بغاوت اور کفر وشرک ہی پر جمے رہیں گے وہ آنے والے اس عالم میں جس میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت "عدل" کا پورا ظہور ہوگا۔ اللہ کی رحمت اور مہربانی سے ذرہ برابر بھی حصہ نہ پاسکیں گے۔

جو شخص توبہ کیساتھ مغفرت کا امیدوار ہے وہ تو حقیقت میں امیدوار ہے اور جو گناہوں کیساتھ امید باندھے ہوئے ہے وہ احمق ہے، دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔ پہلے لوگ عبادات پر مرمٹتے تھے، گناہوں سے نہایت اہتمام سے بچتے تھے، تقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے، شبہ کی چیزوں سے بھی دور رہتے تھے، رات دن عبادت میں مشغول رہ کر ہر وقت اللہ کے خوف سے روتے تھے۔ جبکہ آج کے زمانے میں ہر شخص خوش ہے، اللہ کے عذاب سے ہر وقت مطمئن ہے، اس کو کسی وقت بھی عذاب کا ڈر نہیں، دن رات دنیا کی لذتوں میں منہمک ہے، دنیا کمانے کی ہر وقت فکر ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں اور گمان یہ ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ کے کرم پر بھروسہ ہے اس کی مغفرت کی امید ہے، اسکی معافی کا یقین ہے، گویا انبیاء کرام صحابہ عظام اور اولیاء مخلصین میں سے تو کسی کو اس کی رحمت کی امید ہی نہ تھی جو اس قدر مشقتیں برداشت کرتے تھے۔ (فضائل صدقات)

امام غزالی رحمہ اللہ کی تنبیہ

فرماتے ہیں کہ نفس نے ایک شوشہ چھوڑ دیا اور دھوکے میں ڈال رکھا ہے، غفلت کئے جاتے ہو اور کہتے ہو کہ خدا کریم ہے معاف کرنے والا ہے، سب کچھ بخش دے گا اور بُرے عمل کے باوجود ہم کو جنت میں بھیج دے گا۔ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ کھیتی اور تجارت میں ایسا کیوں نہیں خیال کر لیتے؟ کیا آخرت کا خدا کوئی اور ہے اور دنیا کا کوئی اور؟ اور جب دونوں کا خدا ایک ہی ہے تو دنیا کے کمانے کے متعلق اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر گھر میں کیوں نہیں بیٹھتے اور کیوں نہیں خدا پر بھروسہ کرتے کہ جب وہ رزاق اور قادر ہے تو بلا محنت کے بھی ہمارا پیٹ بھر دے گا، جس سے بلا محنت مزدوری کے ہم مالا مال ہو جائیں گے۔ مگر افسوس کہ یہاں تو یوں جواب دیتے ہو کہ معاش کے لئے اسباب کا اختیار کرنا ضروری بات ہے پس ایسا ہی آخرت کے متعلق بھی سمجھو کہ خراب اعمال اور بدکاروں پر معافی ومغفرت کی توقع کرنا شاذ ونادر ہے کیونکہ حق تعالیٰ صاف فرما چکا ہے کہ انسان کو وہی ملے گا جو وہ کرے گا اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور متقی بندے فاسق وفاجر لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔

دنیا کے معاملات میں تو اسباب اختیار کرنے کو ضروری بھی نہیں فرمایا بلکہ ان سے بے توجہ بنایا اور یوں فرمایا ہے کہ "کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کا رزق ہمارے ذمہ نہ ہو" تعجب ہے کہ دنیا کمانے میں تو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور آخرت میں بدعملیوں کی معافی پر وثوق اور بے جا توقع رکھ کر اپنا دین برباد کر رہے ہو، خوب یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے، جس نے مخلوق کو تباہ اور اعمال سے کاہل بنا کر عبادت وطاعت سے روک رکھا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ (تبلیغ دین)

حکمت قاسمی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ سے دیانند سرتی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ:۔

''مسلمان کہتے ہیں کہ لوح محفوظ میں اول خلقت سے قیامت تک تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں اور واقعات تو لاتعداد ہیں تو وہ کتاب بہت ہی بڑی ہوگی پھر وہ رکھی کہاں جاتی ہوگی؟'' حضرت مولانا نے اس کا جلدی جواب نہیں دیا بلکہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے کہ لالہ جی آپ کی کتنی عمر ہے؟ اس نے کہا ستر برس کی مثلاً پوچھا کہ کہاں کہاں تعلیم حاصل کی ہے کیا کیا پڑھا ہے اور آپ کو اپنے بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں؟ اُس نے بیان کیا کہ میں نے پہلے وہاں تعلیم حاصل کی پھر وہاں اور میں نے اتنی کتابیں دیکھیں اور اتنی کتابیں پڑھیں اور میں نے اتنے سال سیاحت کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو یاد ہیں؟ کہاہاں اور بچپن کے واقعات بھی بہت یاد ہیں اور جوانی کے اور سیر وسیاحت وتعلیم وغیرہ کے واقعات تو گویا اس وقت میرے سامنے ہیں غرض اس نے اپنے حافظہ کی بہت تعریف کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو محفوظ ہیں اس نے بڑے دعوے سے کہا جی ہاں بجنسہ سب محفوظ ہیں اب مولانا نے فرمایا کہ لالہ جی اس ذرا سے دماغ میں جو ایک بالشت سے بھی کم ہے ستر برس کے واقعات اور کتابوں کے مضامین اور لوگوں کی باہمی تقریریں اور ابحاث کس طرح سما گئے اس پر وہ خاموش ہوا مولانا نے فرمایا کہ لوح محفوظ کی نظیر تو خود آپ کے اندر موجود ہے ''آپ کا دماغ'' پھر حیرت ہے کہ آپ لوح محفوظ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رکھی جاتی ہوگی آپ کے کبھی اپنے دماغ پر شبہ نہ ہوا کہ اس ذرا سے دماغ میں اس قدر بے شمار واقعات ومضامین کس طرح محفوظ رہتے ہیں پھر بعض انسانوں کی عمریں ہزار ہزار سال کی ہوئی ہیں اور اُن کے حافظے ہم سے زیادہ قوی تھے اُن کے دماغ میں ہزار سال کے واقعات اور ہزاروں آدمیوں کی صورتیں کیونکر محفوظ رہتی تھیں تو یہ کیا ضرور ہے کہ جس چیز میں لاکھ دو لاکھ برس کے واقعات لکھے جائیں وہ طولاً وعرضاً بھی اتنی بڑی ہو کہ آسمانوں میں نہ سما سکے خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تھوڑے سے جسم میں جتنے چاہے واقعات محفوظ کردیں چنانچہ ایک نظیر اس کی انسان میں موجود ہے اب تو دیانند مولانا کا منہ تکنے لگا۔

اکابر کی باتیں

از مدیر

.... معاملات میں احتیاط ....

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے انجمن خدام الدین لاہور قائم کی اس کا سارا سرمایہ اس کا مکتب۔ اور اس کی دینی سرگرمیاں مولانا کی محنت، اخلاص اور مقبولیت کی رہین منت ہیں لیکن یہ سن کر بہت سے لوگوں کو حیرت ہوگی کہ مولانا اس انجمن سے ایک پیسہ لینے کے بھی روادار نہیں ہوئے ساری عمر اعزازی اور رضا کارانہ طریقہ پر خدمت کی اور اپنی اور اپنی اولاد کے لئے کوئی نفع حاصل نہیں کیا۔ ایک مرتبہ مولانا لاہوری سخت علیل ہوئے۔ معالجین نے آپ کے لئے دوا وغذا کا ایک نظام بنایا جس کی (آپ کی زاہدانہ زندگی میں) گنجائش نہ تھی۔ انجمن کے ارکان نے یہ سمجھ کر کہ:۔

''انجمن اور اس کا سارا کام مولانا کے دم سے ہے ان کی زندگی ہی سے انجمن کی زندگی اور بقا ہے مولانا کے علاج اور صحت پر کچھ انجمن کے حساب سے خرچ کردیا''

مولانا کو بیماری سے افاقہ کے بعد جب اس کا علم ہوا تو نہایت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ:۔ ''تم نے مجھے ناجائز کھلایا اور پھر اتنی رقم کو اپنے پاس سے ادا کردیا''۔

یہ تھے ہمارے اکابر رحمہ اللہ۔

نبوی جواہر پارے

ازافادات: حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

یتیم کا اکرام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (اخرجہ احمد)

حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا میرے والد کا کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو شہید ہوگئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ میں یہ سن کر رونے لگ پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ اپنی سواری پر سوار کرلیا اور فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ بن جاؤں اور عائشہ تمہاری ماں۔ (اخرجہ ابن مندہ)

مسلمان کا اکرام

حضرت واثلہ بن خطاب قریشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے بیٹھے ہوئے تھے آپ اس کی وجہ سے اپنی جگہ سے ذرا سرک گئے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! جگہ تو بہت ہے (پھر آپ کیوں اپنی جگہ سے سرکے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ بھی مومن کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اپنی جگہ سے اس کی خاطر سرک جائے۔ (اخرجہ البیہقی)

پڑوسی کا اکرام

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پڑوسی کا کیا حق ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ بیمار ہوجائے تو تم اس کی عیادت کرو اور اس کا انتقال ہوجائے تو تم اس کے جنازے میں جاؤ اور اگر وہ تم سے قرض مانگے تو تم اسے قرضہ دے دو۔ اور اگر وہ فقیر اور بدحال ہوجائے تو تم اس کی پردہ پوشی کرو (کہ ایسے چپکے سے اس کی مدد کرو کہ کسی کو اسکا پتہ نہ چلے) اور اگر اسے کوئی اچھی چیز حاصل ہوجائے تو تم اسے مبارک باد دو اور اگر اس پر کوئی مصیبت آئے تو تم اس کو تسلی دو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اونچی نہ بناؤ اس سے اس کی ہوا بند ہوجائے گی اور جب بھی تم ہنڈیا میں کوئی سالن پکاؤ تو چمچہ بھر کر اس میں سے اسے بھی دے دو ورنہ تمہارے سالن کی خوشبو سے اسے بے چینی اور تکلیف ہوگی (کیونکہ اس کے گھر میں کچھ نہیں ہے اور تمہارے ہاں ہے۔) (اخرجہ الطبرانی)

مصافحہ اور معانقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم (زیادہ خوشی کی وجہ سے) اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوکر ان کی طرف چل دیئے (یعنی اوپر کے بدن مبارک پر کپڑا نہ تھا) اللہ کی قسم! میں نے نہ اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (کسی کا) اس طرح (استقبال کرتے ہوئے) دیکھا اور نہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر ان سے معانقہ فرمایا اور ان کا بوسہ لیا۔ (الترمذی)

جنت کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخ کی آگ اس شخص پر حرام ہے جس کے اخلاق پاکیزہ ہیں اور جو نرم دل اور نرم زبان اور میل جول (رکھنے والا ہے)

اسلامی آداب زندگی

ازافادات: حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری سب مصلحتوں کی رعایت فرما کر ایسی جامع تعلیم ہم کو فرمائی ہے جس میں نقصان کا نام ونشان نہیں بلکہ راحت ہی راحت ہے۔ اللہ کا شکر ہے دنیا میں ایسے لوگ بھی ابھی موجود ہیں جو اسلامی تہذیب سے آراستہ ہیں مگر وہ مشہور کم ہیں۔ اکثر گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں پھر اسلامی تعلیم تو دنیا بھر کے سامنے موجود ہے اس کو دیکھ کر ہر شخص کو اسلامی تعلیم اور تہذیب وتمدن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اجازت کا مسئلہ اور اسمیں عام کوتاہی

معاشرت کے بعض اجزا کے متعلق تو بعض لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ یہ شریعت کا حکم ہے بھی یا نہیں بلکہ اکثر لوگ اس کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں جیسے اجازت کا مسئلہ۔ اس کو بہت سے لوگ نئی بات سمجھتے ہیں اور اگر کوئی شخص یہ قانون مقرر کردے کہ جب کوئی ملنے آئے تو پہلے اطلاع کردے تو اس کو بدنام کرتے ہیں کہ اس نے انگریزوں کا طریقہ اختیار کرلیا حالانکہ اجازت کا مسئلہ اسلام ہی سے سب نے سیکھا ہے۔ چنانچہ یہ حکم قرآن میں موجود ہے۔ حدیث میں موجود ہے اور سلف کا طرز عمل بھی یہی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس پر عمل کر کے دکھلایا۔ البتہ اس کی حقیقت سمجھ لیجئے کیونکہ جس طرح آج کل نوجوانوں نے طرز اختیار کیا ہے یہ انہوں نے اسلامی حکم کی اتباع کے لئے نہیں بلکہ اس میں بھی وہ دوسری قوموں کا اتباع کرتے ہیں۔

تو سن لیجئے کہ اسلام میں اجازت لینے کیلئے کارڈ بھیجنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہر جگہ ہر مکان کے لئے اجازت مانگنے کی ضرورت ہے بلکہ جب قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص خلوت (تنہائی) میں بیٹھا ہے مثلاً دروازہ بند کر رکھے ہیں یا پردے پڑے ہوئے ہیں یا زنانہ مکان ہے تو اس وقت اجازت لینے کی ضرورت ہے اور اگر مردانہ مکان ہے اور دروازہ بند نہیں اور نہ پردے پڑے ہوئے ہیں تو اجازت لئے بغیر اندر جانا جائز ہے مگر یہ کہ قرائن سے معلوم ہو جائے کہ اس وقت کسی ضروری کام میں مشغول ہے جس میں دوسروں کے آنے سے خلل ہوگا (تو ایسے وقت بھی اور جہاں اجازت کی ضرورت ہے وہاں اجازت کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے جا کر سلام کرو۔ ''السلام علیکم'' پھر اپنا نام بتلا کر کہو کہ میں اندر آ سکتا ہوں؟ اگر وہ اجازت دے تو چلے جاؤ ورنہ تین دفعہ اس طرح کہہ کر لوٹ آؤ۔

اجازت لینے کا طریقہ

حدیث میں ایک قانون مقرر کیا گیا ہے وہ یہ کہ تین دفعہ پکارو اگر کچھ جواب نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔ اور اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر یہ احتمال ہو کہ سو رہا ہوگا تو اس طرح اجازت لو کہ اگر جاگتا ہو تو سن لے اور اگر سوتا ہو تو آنکھ نہ کھلے اور اس کی دلیل حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے۔ عشاء کے بعد اگر لیٹ رہتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگ رہے ہوں اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ (آداب معاشرت)

میں کہتا ہوں کہ اس کی ایک فرع یہ بھی ہے کہ اگر استیذان (اجازت لینے) میں سلام کرے تو اس طرح کرنا چاہئے کہ دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔ (جاری)

عبادت کی حقیقت اتباعِ رسول ہے!

محبت اور عشق کا تقاضا یہ ہے کہ تمام حرکات وسکنات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے۔ دیکھئے یہود ونصاریٰ کا حال یہ تھا کہ وہ نحن ابناء الله و احباء ه، کے نعرے تو لگایا کرتے تھے مگر اللہ کے رسول کو نہیں مانتے تھے اس پر قرآن کریم نے بتادیا کہ میری محبت کا معیار یہ ہے کہ جو رسول کی اتباع نہیں کرتا وہ میری محبت میں جھوٹا ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ آیت قرآنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بجائے اتباع کا لفظ رکھا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح آپ کی اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ غلط ہے اسی طرح آپ کی اتباع کے بغیر آپ کی محبت کا دعویٰ بھی غلط ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا محبوب نمونہ ہیں۔ اس لئے جو آپ کی اتباع کرے گا وہ بھی ہماری نظر میں محبوب بن جائے گا۔ پھر جتنا وہ ہمارے نمونہ سے ملتا چلا جائے گا اتنا ہی شان محبوبیت میں بھی اونچا ہوتا چلا جائے گا۔ نبی کا حق یہ ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اور اتباع کی حقیقت قدم بہ قدم چلنا ہے۔ پھر جس طرح اگر ایک قدم پیچھے رہ گیا تو اتباع نہیں رہی۔ اسی طرح اگر ایک قدم آگے بڑھ گیا تو بھی اتباع نہ رہی۔ اسی لئے کثرت عبادت کچھ کمال نہیں مگر رسول کی اتباع میں عبادت کرنا یہ کمال ہے۔ گویا کہ عبادت کی حقیقت اتباع رسول ہے اور معصیت کی حقیقت رسول کی نافرمانی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیلئے منبر پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے تو لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا سب بیٹھ جائیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپکا یہ فرمان مسجد کے دروازہ پر سنا۔ اور فوراً وہیں بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا عبداللہ بن مسعود! آگے آجاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شان اتباع ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ''بیٹھ جاؤ'' کا کلمہ جس جگہ سنا بس اسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک قدم آگے نہ اٹھا سکے۔ حالانکہ خطاب سامنے کے حاضرین کو تھا نہ کہ ان کو جو ابھی مسجد کے دروازے میں ہیں اور خطبہ سننے کیلئے آ رہے ہیں مگر یہاں جذبہ اتباع نے کسی تاویل کی ضرورت نہیں سمجھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کان میں پڑی وہیں بیٹھ گئے۔ (مسلم)

شیخ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوکی (کدو) پسند فرماتے تھے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص بول اٹھے کہ مجھے تو لوکی پسند نہیں ہے۔ تو اس بے محل انکار پر کفر کا اندیشہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز کو سن کر یہ کہنا کہ مجھے تو پسند نہیں انتہائی گستاخی و بے ادبی ہے۔

مسلمانو! یقین جانو! کہ طبیب روحانی جو کچھ بھی فرمائیں گے یا کریں گے ضرور اس میں نفع ہوگا۔ اگرچہ اس کی مصلحت تمہاری عقل اور علم میں نہ آ سکے۔ یاد رکھئے کہ انسان جانوروں کی طرح آزاد و بیکار نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ اس کو اشرف المخلوقات اور شریعت کا پابند بنایا گیا ہے اس لئے تم کو مناسب ہے کہ جو کام کرو سنت کے موافق کرو تاکہ نفس محکوم اور مطیع بنا رہے اور فرشتہ خصلت بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اتباع سنت کی توفیق سے نوازیں آمین۔

پریشان حال لوگوں کے لئے خوشخبریاں

ہمارے سب سے بڑے خیر خواہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کی شفقت ماں کی شفقت سے ستر گنا زائد ہے حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے محبت ہے جب اس نے بار بار یہی عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر آزمائش کیلئے تیار رہو۔ معلوم ہوا کہ اہل ایمان کیلئے آزمائش ضروری ہے اور ہر آزمائش و تکلیف پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ اللہ والوں سے صحیح تعلق نصیب ہو جائے تو پریشان آدمی کو بھی پرے کی شان حاصل ہو جاتی ہے۔

حلاوت ایمان کا ذائقہ

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جس کو لوگوں سے ایذا نہ پہنچے اور بندہ حلاوت ایمان کا ذائقہ اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ چاروں طرف سے اس پر بلائیں نازل نہ ہوں۔

انسان ضعیف البیان جو دنیا کی چند روزہ ہلکی مصیبت اور تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ آخرت کی دائمی اور سخت مصیبت کو کیسے برداشت کر سکے گا۔

مصیبت کی گھڑیاں

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصیبت کی گھڑیاں معصیت کی گھڑیوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

تکالیف کی حکمت

حضرت کردوس بن عمرو جو کتب سابقہ کے عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ بعض کتب سابقہ میں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ بعض اوقات کسی اپنے مقبول بندہ کو تکلیف میں مبتلا فرما دیتے ہیں تا کہ وہ تضرع وزاری کریں حق تعالیٰ ان کی تضرع وزاری کو سنتے ہیں۔

خاندان نبوت کے طویل مصائب

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر بلا و مصیبت سے دنیا میں کوئی محفوظ رہتا تو یعقوب علیہ السلام کا خاندان اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا۔ مگر ان پر اسی برس تک مصائب و آفات کا سلسلہ رہا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی رحمت نے عرض کیا اے حضرت! اب تو بہت تکلیف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو بی بی سے فرمایا کہ اے رحمت! یہ تو بتلاؤ کہ ہم راحت و آرام میں کتنی مدت رہے۔ فرمایا اسی سال۔ فرمایا اسی سال تو کم از کم کلفت برداشت کر لیں۔ پھر حق تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ ورنہ یہ کیا کہ جس خدا تعالیٰ کی نعمتیں اسی سال کھائیں۔ چار دن کے لئے اگر وہ آزمائے تو اس سے گھبرا جائیں اور اس کی آزمائش کا تحمل نہ کریں۔

ناموافق حالات کی حکمت

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بندہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے وہ اس کیلئے اس حالت سے بہتر ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے کیونکہ ناپسندیدہ اور مبغوض حالات اس کو دعا پر آمادہ کرتے ہیں اور حسب مرضی کا کام ہو جانا اس کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور وصالحین کا راستہ

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں یہ لکھا دیکھا ہے اے انسان! اگر تجھ پر بڑی بڑی مصیبتیں ہوں خوش ہو جا کہ یہ انبیاء علیم السلام اور صالحین کا راستہ ہے جس پر تجھے چلا دیا گیا ہے اگر تجھے نعمتیں مل جائیں تو رونے کا موقع ہے کیونکہ تجھے ان کے راستہ سے ہٹا دیا گیا۔

مشکلات تو انسان پر آتی ہیں اس لئے کہ دنیا نام ہی مشکلات کا ہے اگر مشکلات نہ ہوں تو پھر اس کو جنت کیوں نہ کہا جائے اور جنت کی پھر طلب کیوں ہو؟ طلب اسی لئے ہے کہ دنیا مشکلات کا نام ہے۔

ایک لمحہ میں اَسّی سال کی عبادت کا ثواب

از افادات: شیخ الحدیث مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مندوں سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہمکو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا۔ جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

خلق خدا میں غور و فکر کی اہمیت و فضیلت

عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سُنا ہے کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنیوالا بھی کوئی ضرور ہے اے اللہ تو میری مغفرت فرما دے۔ نظرِ رحمت اسکی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہو گئی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسی ۸۰ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اُم درداء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کیا تھی۔ فرمایا غور و فکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ ۶۰ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ لیکن ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر عبادت اپنی جگہ جو درجہ رکھتی ہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا مستحب اسکے چھوڑنے پر اُسی درجہ کی وعید عذاب یا ملامت ہو گی۔ جس درجہ کی وہ عبادت ہو گی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ غور و فکر کو افضل عبادات اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنیٰ ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے ایک اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے۔ دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سُن سکیں ستر ۷۰ درجہ دو چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے۔ اور کراماً کاتبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہو گا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہو گا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکرِ خفی ہے۔ بیہقی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اُس ذکر پر جس کو وہ سنیں، ستر ۷۰ درجے بڑھا ہوا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل کریں ہی گی، یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر ۷۰ گنا مزید بر آں۔ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دِق کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فکر کی دولت نصیب کریں آمین

گلدستہ تفاسیر کی جدید اشاعت

جناب محمد راشد صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان) کی شخصیت قارئین محاسن اسلام کیلئے محتاج تعارف نہیں۔ ماشاءاللہ عرصہ دراز سے مسلسل محاسن اسلام مفید مضامین تحریر کرتے رہتے ہیں ماشاءاللہ نیک صالح انسان ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ادارہ نے گلدستہ تفاسیر کی جدید اشاعت کی تو انہوں نے ازخود اس کے بارہ میں اپنے قلبی جذبات اپنی تحریر میں بھیجے ہیں جو پیش خدمت ہیں اور قارئین کو یہ پڑھ کر یقیناً خوشی ہوگی کہ ماشاءاللہ بڑے بڑے علماء اور مفسرین اس تفسیر سے استفادہ کررہے ہیں کیونکہ یہ تفسیر ایسی جامع ہے کہ آدمی بیک وقت سات مستند تفاسیر کا مطالعہ کرسکتا ہے۔ (مدیر)

تفسیر کا انتخاب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ تمام کتب آسمانی وصحائف میں قرآن پاک کو کلام اللہ ہونے کا منفرد اعزاز بھی حاصل ہے۔ چونکہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے۔ لہٰذا اردو دان طبقہ کا اسے بآسانی سمجھنا آسان نہیں۔ ایک سچے مسلمان کے دل میں قرآن مجید کے ترجمہ ومفہوم کو سمجھنے کی طلب اور تڑپ ہوتی ہے لیکن اس شوق کی تکمیل میں بعض اوقات نام نہاد مفسرین اور اسکالرز کے نرغے میں پھنسنے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ ایسے میں ضروری ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے مستند ومحقق علماء کی تفاسیر کا انتخاب کیا جائے۔

تفاسیر کا مجموعہ

اس وقت اردو میں کئی محقق اہل علم کی تفاسیر موجود ہیں۔ ان سب تفاسیر کو خریدنا اور پڑھنا ہر شخص کیلئے آسان نہیں۔ نیز عصر حاضر کے ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایسی تفسیر مرتب کی جائے جو عوام الناس کی علمی سطح کے مطابق ہو۔ اس عظیم الشان کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے ادارہ اور ماہنامہ ''محاسن اسلام'' کے سرپرست حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہم جو سلسلہ نقشبندیہ اور چشتیہ کے اکابر سے مجاز ہیں عرصہ ہوا مدینہ منورہ ہجرت فرماگئے ہیں کا انتخاب فرمایا... موصوف مدظلہم نے محقق علماء مفسرین کی تفاسیر سے عام فہم اقتباسات کو یکجا کرکے ایک گلدستہ مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں تیار فرمایا جس کا نام ''گلدستہ تفاسیر'' تجویز کیا۔

یہ تفسیر درج ذیل مستند تفاسیر کا مجموعہ ہے۔

۱۔ تفسیر عثمانی.....۲۔ تفسیر مظہری.....۳۔ تفسیر عزیزی

۴۔ تفسیر ابن کثیر.....۵۔ معارف القرآن (مفتی اعظمؒ)

۶۔ معارف القرآن (مولانا کاندھلوی).....۷۔ تفسیر میرٹھی

گویا یہ مجموعہ متقدمین اور متاخرین کی مستند تفاسیر سے عام فہم اقتباسات کا بہترین انتخاب ہے اور اس کا جدید ایڈیشن (بمکمل سات حصے) پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس گلدستہ تفاسیر کے ذریعے تمام اکابر کی تفاسیر کے اہم نکات یکجا پڑھنے کو مل جاتے ہیں۔

اکابر کی آراء

اس اہم اور علمی کاوش کو نہ صرف عوام بلکہ اکابر اہل علم نے بھی بہت پسند فرمایا ہے۔ ذیل میں چند اکابر کی آراء نقل کی جاتی ہیں۔

☆ حضرت مولانا محمد عثمان دامت برکاتہم نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔ ''یہ گلدستہ چھ مستند تفاسیر کے اقتباسات حاصل کرکے تیار کیا گیا ہے۔ مرتب کی جانب سے اس میں ایک حرف بھی شامل نہیں کیا گیا''۔

☆ حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ صدر مفتی جامعہ خیر المدارس لکھتے ہیں کہ ''موصوف نے مختلف تفاسیر کو کھنگال کر گلدستہ تفاسیر کے نام سے ایک تفسیری مجموعہ تیار کیا ہے میں نے اس کے بعض اجزاء کو دیکھ کر مفید پایا''۔

☆ حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ

اللہ فرماتے ہیں۔ ''گلدستہ تفاسیر کو چند مقامات سے دیکھا۔ ماشاءاللہ بہت مفید اور آسان پایا۔ فہم قرآن کا طالب بہت آسانی سے تھوڑے وقت میں بہت سے اکابر کے علوم سے مستفید ہوجاتا ہے''۔

☆ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب ارشاد فرماتے ہیں ''حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب نے ان تمام تفاسیر پر خاصی محنت کرکے حاصل مطالعہ کو عصر حاضر کے عظیم علمی شاہکار تفسیر عثمانی کے ساتھ جمع کرکے ایک گلدستہ تفاسیر عوام کے سامنے رکھ دیا ہے جس طرح دعوت کا کام چھ نمبروں پر چل رہا ہے اور اس دور کی یہ خدمت قرآن بھی ان چھ نمبروں پر چلی ہے''۔



☆ ضرب مؤمن کے کالم نگار حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہٗ ارشاد فرماتے ہیں ''اس کتاب مقدس (قرآن مجید) کی خدمت میں لگے رہنا ہی سعادت ہے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے بھی گلدستہ تفاسیر ترتیب دے کر حصول سعادت کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک بارگاہ الٰہی کا تعلق ہے وہاں سچی طلب اور اخلاص کو دیکھا جاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی گزشتہ زندگی گواہی دیتی ہے کہ انہیں یہ دونوں نعمتیں عطا ہوئی ہیں''۔

جدید اشاعت کی مزید خصوصیات

اس گلدستہ تفاسیر میں تفسیر عثمانی مکمل ترجمہ وتفسیر کیساتھ لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ چھ مستند تفاسیر کے اقتباسات مزید برآں ہیں۔ تفسیر کی بے حد مقبولیت کے بعد مرتب نے جدید ایڈیشن میں حضرت مجدد الف ثانی، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، قاری محمد طیب صاحب اور علامہ شمس الحق افغانی رحمہم اللہ کے تفسیری نکات بھی جابجا موقع بہ موقع شامل کردیئے ہیں جس سے تفسیر کی افادیت میں مزید کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ نے طبع جدید میں قرآنی آیات سے متعلق بعض نادر تصاویر جو اس سے قبل سادہ تھیں اب انہیں خوبصورت رنگین تصاویر کے ساتھ مزین فرمادیا ہے۔ اب یہ تفسیر ہر لحاظ سے جامع اور مختصر وقت میں علوم قرآنی کو سمجھنے کا ایک بہترین گلدستہ تیار ہوگیا ہے۔

قارئین سے گزارش

آپ سے گزارش ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس ''گلدستہ تفاسیر'' کا تعارف کرائیں اور علوم قرآنی کو سمجھنے والے شائقین کو اس تفسیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔ آپ کی یہ کاوش لوگوں کو غیر مستند لوگوں کے جال میں پھنسنے سے بچاؤ کا ذریعہ بنے گی۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ مرتب، کارکنان ادارہ کو اس علمی کاوش کو منظر عام پر لے آنے کا بہترین اجر مرحمت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اسے پوری امت کیلئے اور قیامت تک کیلئے نافع بنائے آمین۔

گلدستہ تفاسیر کے مرتب حضرت الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم کی علالت کے بارہ میں ماہ جون کے شمارہ میں قارئین سے دعائے صحت کی درخواست کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور لاکھوں قارئین کی دعاؤں سے اب ماشاءاللہ صحت وعافیت کے ساتھ ہیں اور اپنے تمام قارئین اور محبین کیلئے مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں دعاگو ہیں۔ اللہ پاک حضرت والد صاحب کو صحت کلی نصیب فرمائیں اور صحت وعافیت کیساتھ ان کے فیوض وبرکات جاری رکھیں آمین (مدیر)

گستاخ رسول کو خدائی سزا

ہلاکو خان کے دور میں منگولوں کے ایک سردار نے عیسائیت اختیار کرنے کے موقع پر ایک عظیم الشان محفل منعقد کی۔ اس موقع پر ایک عیسائی پادری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ وکلمات کہنا شروع کردیئے۔ پاس ہی بندھا ہوا کتا اس ملعون پادری پر جھپٹ پڑا، لوگوں نے بیچ بچاؤ کرادیا۔

ایک شخص نے اس پادری سے کہا کہ تم نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا اس لئے یہ کتا تم پر جھپٹ پڑا۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا نہیں یہ کتا بڑا خوددار ہے اس کی عزت نفس نے میرے ہاتھ کے یوں یوں والے اشارے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ شاید میں اسے مارنا چاہتا ہوں یہ دیکھ کر اس نے بھونکنا شروع کردیا اور مجھ پر حملہ آور ہوگیا۔ پھر اس ملعون عیسائی پادری نے دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں پہلے سے زیادہ بدگوئی شروع کردی یہ دیکھ کر کتا اپنی رسی توڑ کر اس پر حملہ آور ہوا اور شیر کی طرح جست لگا کر اس عیسائی بدباطن کی گردن میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ دیئے اور منٹوں میں اس خبیث گستاخ رسول کو جہنم واصل کردیا۔ اس عجیب منظر کو دیکھ کر وہاں پر موجود چالیس ہزار منگول حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ (درمنثور، ابن حجر)

محترم قارئین! دیکھئے ایک کتے نے جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شان میں نازیبا الفاظ سنے تو کیسا غضب ناک ہوگیا اور اس نے کس انداز میں اپنے غیرت مند ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ آج ہماری غیرت کہاں رخصت ہوگئی؟ کیا آج ہم سے ہماری ایمانی جرأت وحمیت بالکل ختم ہوگئی؟

اے امت محمدیہ! بتاؤ دشمنان اسلام نے میری عزت وحرمت پر ڈاکے ڈالے، مجھے خوب اذیتیں پہنچائیں تو تم نے میری عزت وآبرو حرمت وناموس کے دفاع میں کیا کردار پیش کیا؟ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ گستاخان رسول کا مکمل معاشی وسفارتی بائیکاٹ کریں۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی ام کلثوم ؓ ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب قرآن کی سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دیدو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

چنانچہ عتبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں کہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کیلئے بددعا فرمائی کہ "اے اللہ اس پر اپنی کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمادے"۔

چنانچہ بددعا کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ ملک شام کے سفر پر گئے تھے۔ راستہ میں مقام زرقاء پر ایک راہب تھا ان کے پاس دونوں ٹھہرے، راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کرلینا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ پر بددعا کی ہے اسلئے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سارا سامان اکٹھا کر کے خوب اونچائی پر عتبہ کو سلا دیا اور سب آس پاس نگرانی کیلئے سوئے رات میں ایک شیر آیا۔ اس نے ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عتبہ کا سر چبا ڈالا۔ یہ شیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پر خدا کی طرف سے آیا تھا اسلئے آس پاس والوں کو چھوڑ کر عتبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عتبہ کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا اس لئے اس کے گوشت کو شیر نے بھی نہ کھایا۔ شیر کے گوشت نہ کھانے سے معلوم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمن رسول سے انتقام تھا اور بس۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل اتباع سنت کی توفیق بخشیں اور ہر قسم کی گستاخی و بے ادبی سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

اللہ کی قدرت اور انسان کی بے بسی

اللہ تعالیٰ ایک ایسی قادر مطلق ذات ہے جو پانی جیسی محلول (ہر چیز میں حل ہونے والی) چیز میں ایسی طاقت ڈال دیتا ہے کہ وہ شہروں کے شہر اور ملکوں کے ملک کو پلک جھپکنے میں الٹ دیتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل مشرقی ایشیاء اور افریقہ کی ساحلی پٹی پر ایسا سیلاب آیا کہ اس نے صرف دو تین دن میں شہروں اور ملکوں کا نقشہ الٹ دیا۔ اس سیلاب اور زلزلے کی طاقت دس ہزار ایٹم بموں سے بھی کئی گناہ زیادہ تھی۔

سونامی سیلاب میں تقریباً دو لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔ ان میں مغرب سے آئے ہوئے سیاحوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ جو کرسمس اور نئے سال کی خوشی منانے مغرب سے مشرق پہنچے تھے۔ کسی کی لاش ملبے تلے دبی ہوئی ملی اور کسی کی لاش درختوں پر لٹکی ہوئی ملی۔ ہزاروں کی تعداد میں لاشیں اب بھی لاپتہ ہیں مردوں کی تدفین ایک مسئلہ بن گئی۔ ایک ماہ تک اجتماعی تدفین کا سلسلہ چلتا رہا۔ بے شک یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

جب مخلوقات میں سرکشی اور نافرمانی حد سے بڑھ جائے اور کھلے عام اللہ کے حدود کی پامالی ہونے لگے تو وہ "القادر" جو ابابیل جیسے پرندوں کے ذریعے ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کرواسکتا ہے۔ تو وہی ذات سونامی جیسے سمندری طوفان کے ذریعے صرف تین دن میں لاکھوں انسانوں کو موت کی نیند بھی سلاسکتا ہے۔

ایٹمی طاقت اور بخار وائرس

اللہ تعالیٰ جو قادر وقہار ہیں انہوں نے چین جیسے ترقی یافتہ ملک میں ایک چھوٹا سا بخار کا وائرس بھیج دیا تھا جس کو (Sars) کہتے ہیں اس وائرس نے سارے ماہرین طب کی عقلوں کو مبہوت کردیا تھا۔ ان کے ایٹم بم ان کی ساری مہارت لمحات میں ایک طرف ہو کر رہ گئی۔ چائنا کی سڑکیں دن کے اجالے میں رات کے سناٹے کا ثبوت دیتی تھیں۔ مساجد، چرچ، بازاروں کو بند کردیا گیا تھا۔ ہر آدمی کسی دوسرے آدمی سے ملتے ہوئے ڈرتا تھا کہ مجھے وائرس نہ لگ جائے اگر کسی کو بخار ہوگیا تو اس کے رشتہ دار، دوست احباب کوئی ملنے نہ جاتا تھا کہ کہیں ہمیں بھی نہ لگ جائے اور وہ بخار سے مرتے تو نہیں لیکن بخار کی ایسی دہشت سوار تھی کہ جس کو بخار آیا وہ بے چارا اپنے آپ کو زندہ ہوتے ہوئے بھی مردوں کی فہرست میں شمار کرتا تھا۔

انسان کو چاہیئے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بندہ بنایا ہے تو بندہ ہی بن کر رہے۔ سراپا عجز ہے تو عاجزی کو ہی اپنا شیوہ بنا کر رکھے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے اپنی قدرت کو کالعدم سمجھے۔

تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جن ڈاکٹروں اور طبیبوں کو جس مرض کے علاج میں مہارت اور عالمگیر شہرت حاصل تھی ان کا انتقال بھی اسی مرض میں ہوا۔ مثلاً ارسطا طالیس (تپ دق) کے مرض میں، افلاطون فالج سے، جالینوس اسہال سے، حکیم اجمل خان عارضہ قلب سے رخصت ہوئے۔ یہ سب حضرات ان امراض کے کامل ماہر ومجتہد سمجھے جاتے تھے۔ انسان اپنے محدود مطالعے اور مشاہدے کے باعث بعض اوقات غلط فہمی میں پڑ کر اپنی خودمختاری اور اپنی قدرت کا اعلان کرتا ہے۔ اپنے لئے یقینی مستقبل کی بات کرتا ہے مگر قدرت کی طرف سے موت کی صورت میں انسان کی سرتاپا عاجزی و بے اختیاری اور غیر یقینی مستقبل کا خاموش اعلان اسے عبدیت کا سبق یاد دلاتا رہتا ہے۔

اللہ کے حدود کی حفاظت کیجئے

جو احکام الٰہی بندوں کے افعال واعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔

فرض.....واجب.....سنت.....مستحب.....حرام.....مکروہ تحریمی.....مکروہ تنزیہی.....مباح

فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں۔ فرض عین اور فرض کفایہ۔

فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنجوقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔

فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہے کافر نہیں۔ سنت وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔

سنت موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو۔ لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے۔ یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا (مراد وہ شفاعت ہے جو اتباع سنت کا ثمرہ ہے)۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کا گناہ زیادہ ہے۔ سنت غیر موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اسکو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی زبان میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اسکا منکر کافر ہے اس کا بے عذر کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنیوالا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

یاد رکھئے! کہ اپنا شوق پورا کرنے کا نام دین نہیں۔ بلکہ اللہ کے احکامات کو ان کی حدود میں رکھتے ہوئے بجالانے کا نام دین ہے۔ مثلاً بچوں کو حفظ قرآن کرانا انتہائی مبارک عمل ہے لیکن کوئی بھی اسے فرض وواجب نہیں کہے گا۔ بچوں کی دینی تربیت اور انہیں دیندار بنانا فرض ہے اگر مستحب کام فرض پر اثر انداز ہو رہا ہو تو ایسے میں مستحب کام کو چھوڑ دینا ہی دین وعقل کا تقاضا ہے۔ دین کی یہ بنیادی باتیں علماء اور اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں اور دین کا صحیح فہم پیدا ہوتا ہے جس کی برکت سے انسان بآسانی دین پر چل سکتا ہے۔

پریشانیوں کی اصل وجہ اور علاج

آج ہر شخص مختلف پریشانیوں اور مصائب کا شکار ہے۔ جس قدر ظاہری تدابیر اختیار کی جاتی ہیں نت نئی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کیا ہماری پریشانیوں کا کوئی شرعی حل موجود ہے؟ جی ہاں ہماری تمام پریشانیوں کا حل شریعت نے ہمیں بتادیا ہے جو ذیل میں بسلسلہ انوار الرشید حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ "مسلم خوابیدہ" سے انتخاب ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔ مرسلہ: محمد راشد۔ ڈیرہ اسماعیل خان

مرض اور علاج

تمام پریشانیوں کا ایک ہی سبب ہے اور اس کی ایک ہی دوا۔ تمام پریشانیوں کا سبب ہے اللہ کی نافرمانی۔ اس کا علاج ہے گناہوں کو چھوڑنا۔ میرے اللہ کی نافرمانی خود بھی چھوڑ دیں اور دوسروں سے بھی چھڑوانے کی کوشش کریں۔ تو ہر پریشانی دور ہو جائیگی۔ مسلمانوں پر آنے والی کسی بھی مصیبت وآفت پر جب بھی کہوں گا۔ ایک ہی بات کہوں گا اور وہ یہ کہ تمام پریشانیوں کا سبب میرے اللہ کی بغاوت اور اس کا علاج گناہوں کا چھوڑنا ہے۔

پریشانی کے وقت غلطی

جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے اس وقت لوگ گناہوں کو چھوڑنے، توبہ کرنے اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اور زیادہ گناہ کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً فضول تبصرے غیر یقینی خبروں کی اشاعت۔ نیز ایسے مواقع میں اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے دوسروں کے گناہوں پر نظر جاتی ہے۔ خاص طور پر حکومت پر ہر شخص تنقید کرتا ہے۔

حکام بھی غور کریں

حکومت کو بھی یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے توبہ کرکے صحیح مسلمان نہیں بنے گی اس وقت تک برسر اقتدار رہنے کے باوجود چین کا سانس نہیں لے سکے گی۔ اللہ کی نافرمان حکومت لوگوں کے جسم پر جو حکومت کرتی وہ جبراً کرتی ہے۔ چند روزہ اقتدار کے نشے میں اپنی دنیا وآخرت برباد نہ کرے۔ اپنے سے پہلے گزرنے والے حکمرانوں کے حالات سے عبرت حاصل کرے۔ اگر کوئی مرتے دم تک اقتدار پر قائم رہ بھی جائے تو بالآخر موت سے تو کوئی چھٹکارا نہیں۔ (لہٰذا عوام کے ساتھ ساتھ حکام بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے سچے دل سے توبہ کریں)

حکام کا ظلم

اگر حکومت ظالم ہے تو یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ظالم حکومت کیوں مسلط فرمائی؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے "ہم ظالموں کو نافرمانوں کو سزا دینے کیلئے ویسے ہی نافرمان ان پر مسلط کردیتے ہیں"۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ ارشاد ہے کہ جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسی ہی حکومت تم پر مسلط کی جائیگی۔

خصوصی دعائیں

آپ سب حضرات ہر نماز کے بعد ورنہ کسی ایک نماز کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعائیں مانگا کریں۔

"یا اللہ پوری دنیا میں اپنے بندوں پر اپنی مرضی کے مطابق صحیح حکومت قائم فرما دے۔ پھر اس حکومت کو استحکام عطا فرما۔ پوری دنیا میں کفر کی کمر توڑ دے۔ دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلم حکومتیں ہیں ان سب کے حکمرانوں کو صحیح معنوں میں سچے اور پکے مسلمان بنائے اور ان کو اپنے اپنے ممالک میں صحیح اسلامی حکومت قائم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

اپنے عقائد واعمال درست کیجئے!

گزشتہ سے پیوستہ

آج ہمیں دنیا بھر کی تمام معلومات ہیں لیکن دین کی بنیادی معلومات اور روزمرہ کے مسائل سے ناواقفیت عام ہے اس سلسلہ میں دین کی مفید اور ضروری باتیں مستقل دی جاتی ہیں جو بچوں کے علاوہ بڑوں کیلئے بھی مفید ہیں۔

قرآن مجید کے صحیح ہونے کے بقیہ دلائل

تیسری دلیل: خود قرآن مجید میں حضرت رب العزت نے فرمایا ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

یعنی یقیناً ہم نے ہی ذکر (قرآن مجید) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (حجر ع۱)

پس جب کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے تو ضروری طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ قرآن مجید بعینہٖ وہی قرآن مجید ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ پس وہ آج تک محفوظ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک محفوظ رہے گا۔

چوتھی دلیل: قرآن مجید نے اپنے نزول کے وقت جو دعویٰ کیا تھا کہ اس جیسا کلام کوئی شخص نہیں بنا سکتا، یہ دعویٰ آج تک اس قرآن مجید کے متعلق صحیح رہا۔ کیونکہ جو قرآن مجید موجود ہے اس کا مثل نہ کوئی شخص بنا سکا، نہ بنانے کا دعویٰ کیا، نہ بنا سکتا ہے، نہ بنا سکے گا۔ پس یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ قرآن مجید، وہی اصلی قرآن مجید ہے جو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

اللہ کے پیغمبر علیہم السلام

سوال: رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب: رسول، خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے کے لئے مقرر فرماتا ہے۔ وہ سچے ہوتے ہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے معجزے دکھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے پیغام پورے پورے پہنچا دیتے ہیں۔ ان میں کمی بیشی نہیں کرتے نہ کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔

سوال: نبی کے کیا معنی ہیں؟

جواب: نبی کے بھی یہی معنی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ سچے ہوتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے حکموں میں کمی زیادتی نہیں کرتے۔ کسی حکم کو چھپاتے نہیں۔

سوال: نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے یا دونوں کے ایک معنی ہیں؟

جواب: نبی اور رسول میں تھوڑا سا فرق ہے۔ وہ یہ کہ رسول تو اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں، چاہے اسے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔ بلکہ وہ پہلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

سوال: کیا کوئی آدمی اپنی کوشش اور عبادت سے نبی بن سکتا ہے؟

جواب: نہیں۔ بلکہ جسے خدا تعالیٰ بنائے وہی بنتا ہے۔ مطلب یہ کہ نبی اور رسول بننے میں آدمی کی کوشش اور ارادے کو دخل نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ (جاری)

یقین پیدا کیجئے خوش رہیئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نصیحت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے! میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرماویگا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھ کو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ، اور یہ یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ (ترمذی)

وہی ہوگا جو منظور خدا ہے

اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن (ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا، اور جو اس کو منظور ہوا اس نے وہی کیا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہو

جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (ابوالشیخ)

قبولیت کا یقین رکھو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دُعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دُعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

اپنی تکلیف ظاہر نہ کرنے پر بخشش کا وعدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں گے۔ (معجم الاوسط للطبرانی)

فائدہ: صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی مصیبت اور تکلیف کا کسی سے اظہار بھی نہ ہو اور ایسے صابروں کے لئے اس حدیث میں مغفرت کا پختہ وعدہ کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا ذمہ لیا ہے، اللہ تعالیٰ ان مواعید پر یقین اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (معارف الحدیث)

ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں میں نے اپنی تمام عمر میں یہ تجربہ کیا ہے کہ انسان اپنے کسی کام میں جب غیر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اعتماد کرتا ہے تو یہ اس کے لئے محنت و مشقت اور سختی کا سبب بن جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور مخلوق کی طرف نگاہ نہیں کرتا تو یہ کام ضرور بالضرور نہایت حسن وخوبی کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے۔ یہ تجربہ ابتدائے عمر سے لے کر آج تک (جب کہ میری عمر ستاون سال کی ہے) برابر کرتا رہا اور اب میرے دل میں یہ بات راسخ ہے کہ انسان کے لئے بجز اس کے چارہ نہیں ہے کہ اپنے ہر کام میں حق تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان پر نگاہ رکھے اور دوسری چیز پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ (حیات فخر)

بے جا غصہ
دین و دنیا کی تباہی!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو''۔ اس شخص نے متعدد بار اپنی یہی گزارش دہرائی اور ہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی وصیت فرمائی۔ (بخاری)

زیادہ غصہ دکھانے والا انسان خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی خانہ بربادی کا سامان کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے اس غصیلے اور درشت مزاج کی وجہ سے گھر میں آئے دن تلخ کلامی اور نوک جھونک ہوتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں اکثر و بیشتر طلاق تک نوبت جا پہنچتی ہے اور پھر اس کا گھر برباد اور اس کے بچے دربدر ہو جاتے ہیں۔

بے موقع غصہ دکھانے والا انسان کبھی ترقی نہیں کر سکتا کبھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ کبھی کوئی اعلیٰ مقام و رتبہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ جب وہ روز روز غصہ دکھائے گا تو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے گا۔ مثال مشہور ہے کہ ''غصے کی ابتداء ہمیشہ حماقت سے اور انتہا ہمیشہ ندامت پر ہوتی ہے''۔

انسان کو اس بارے میں غور کرنا چاہئے کہ ابھی تک تو میری شکل اچھی خاصی ہے حاضرین محفل میں میری عزت بھی ہے لیکن اب اگر میں غصہ دکھاؤں گا تو میری یہ اچھی خاصی شکل بگڑ جائیگی لوگوں کا ایک مجمع اکٹھا ہو جائے گا اور ان میں سب کے سامنے ایک تماشا بن کر رہ جاؤں گا۔ لہٰذا میں خود اپنے ہی ہاتھوں خود کو دنیا کے سامنے تماشا کیوں بناؤں۔ فضول اور بے موقع ہنسی مذاق سے حتیٰ الامکان گریز کیا جائے۔ انسان کو اپنی عام زندگی اور روزمرہ کے معاملات میں تکبر و غرور جیسی شیطانی صفت سے بچنا چاہئے اور اسکے برعکس خوش اخلاقی، تواضع، عجز و انکسار جیسی عمدہ عادات و صفات اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانا چاہئے تاکہ اس کی بدولت وہ غصے جیسی مکروہ تباہ کن عادت سے محفوظ و مامون رہ سکے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت و قدرت، اس کے قہر و غضب اور اس کی شان جباری و قہاری نیز اس کے مقابلے میں اپنی کمزوری و ناتوانی کا اپنے ذہن میں استحضار واستدراک کرنا چاہئے۔ اس موقع پر اس کا انداز فکر یہ ہونا چاہئے کہ اگر یہ شخص میرا مجرم اور قصوروار ہے تو میں خود بھی تو اللہ کا مجرم اور قصوار ہوں کیونکہ مجھ سے بھی تو یقیناً کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی گناہ تو ضرور سرزد ہوا ہوگا کیونکہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک تو کوئی بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے مجرم اور گناہ گار کو یہ سوچ کر معاف کر دینا چاہئے کہ شاید اس طرح اللہ بھی مجھے معاف فرما دے۔ غصے کے وقت انسان کو کچھ بولنے کی بجائے مکمل خاموشی اختیار کر لینی چاہئے۔ غصے کے وقت انسان کو چاہئے کہ حرکت سے مکمل اجتناب کرے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ غصے کے وقت انسان پر شیطانی اثرات غالب آجاتے ہیں جس کے نتیجے میں اس سے ایسی مذموم اور نازیبا قسم کی حرکات صادر ہوتی ہیں اور وہ اس قدر درندگی وسفا کی کا مظاہرہ اور ایسے ہولناک اور وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کر گزرتا ہے کہ جن کا وہ اپنی عام زندگی میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان شیطانی اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے غصے کے وقت شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔ غصے کے وقت چونکہ انسان کے مزاج میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ آگ کی خاصیت ہے آگ کو بجھانے کیلئے پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا شیطانی اثر کی آگ بجھانے کیلئے وضو کرنا چاہئے۔

خدارا! اس کا تدارک کیجئے

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی ایک فکر انگیز تحریر

حق تعالیٰ شانہ کسی قوم پر اچانک عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ بار بار تنبیہ کی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے اسے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود بھی جب وہ خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتی تو عذاب الٰہی اپنی خوفناک شکل میں آتا ہے اور اس وقت کو تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ دنیا میں جتنے مصائب پیش آرہے ہیں وہ سب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے تنبیہات ہیں اور ہماری بداعمالیوں کی پاداش ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں نازل ہوتا ہے کبھی رزق کی تنگی کی شکل میں.... کبھی لڑائی جھگڑا اور سر پھٹول کی صورت میں.... کبھی پریشانی و بے اطمینانی کی شکل میں.... کبھی آفتوں اور حادثوں کی شکل میں.... کبھی دکھوں اور بیماریوں کی شکل میں.... کبھی مقدموں اور عدالتوں کے چکروں کی شکل میں.... کبھی فتنہ و فساد کی شکل میں.... کبھی ظالم حاکموں کے تسلط کی شکل میں.... کبھی قحط وبا.... طاعون.... ہیضہ جیسی ہوشربا چیزوں کی شکل میں۔ الغرض جس طرح انسان کی بدعملیاں بے شمار ہیں اسی طرح انکی پاداش میں عذاب الٰہی کے نازل ہونے کی صورتیں بے شمار ہیں۔

عذاب الٰہی کی ایک شکل بہت خطرناک ہے جس کے سمجھنے میں لوگوں کو اکثر غلطی ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عذاب الٰہی نعمت کی شکل میں نازل ہو اور آدمی یہ محسوس ہی نہ کر پائے کہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہے قرآن کریم میں ہے۔ ترجمہ:۔ ''پس جب انہوں نے بھلا دیا اس بات کو جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے ان کو ایسے طریقہ سے پکڑا کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا''۔ (الانعام)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا نافرمان ہو اس کے باوجود اس کے جان و مال، عزت و آبرو اور اہل و عیال میں ترقی ہو رہی ہو تو وہ شخص عذاب الٰہی میں گرفتار ہے جو اس پر نعمت کی شکل میں نازل ہو رہا ہے اور چونکہ اس کو یہ احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ اس پر حق تعالیٰ شانہ کا قہر نازل ہو رہا ہے۔ اس لئے اسے توبہ و انابت کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی اور وہ اپنی بدمستیوں اور خوش فعلیوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ انفرادی اعمال کی جزا و سزا تو انفرادی طور پر ملتی ہے لیکن پورے کا پورا معاشرہ یا اس کی مؤثر و غالب اکثریت کسی بگاڑ میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس پر پورا معاشرہ قہر خداوندی کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور اس وقت اگر کچھ اچھے لوگ بھی ہوں مگر معاشرتی بگاڑ اور اجتماعی گناہوں کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو ان کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔

ان امور کو سامنے رکھ کر آج ذرا اپنے معاشرے کا جائزہ لیجئے ہم نے ایک عرصہ کی جدوجہد کے بعد یہ خطہ پاک اس مقصد کیلئے حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل دیں گے۔ جس میں احکام الٰہیہ کا نفاذ ہوگا اور مسلمانوں کی زندگی خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کے سانچے میں ڈھلے گی ہم اپنے قول و فعل، عقیدہ و عمل، ظاہر و باطن اور قلب و قالب ہر لحاظ سے پکے سچے مسلمان بنیں گے لیکن جو کچھ ہوا اور جو کچھ نصف صدی سے زائد عرصہ میں ہم نے کیا اسے ہر شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ بلاشبہ ہم نے فیکٹریاں بنائیں، انڈسٹریاں چلائیں، سڑکیں بنائیں، سر بفلک عمارتیں کھڑی کیں۔ درآمد برآمد میں ترقی کی۔ بیرونی ممالک سے سفارتی تعلقات

قائم کیے۔ ترقیاتی منصوبے بنائے۔ سودی قرضے لے لے کر مصنوعی ترقی کی نمائش کی۔ بینک کھولے انشورنس کا جال پھیلایا' تھیٹر بنائے' سینما چلائے' اچھے اچھے ہوٹل تعمیر کیے، ریڈیو سٹیشن قائم کیے۔ ٹی وی سٹیشن لگائے۔ الغرض وہ سب کچھ کیا جو آج خدا فراموش قوموں کا طرہ امتیاز ہے۔ ہم نے کبھی مدنی تمدن' مدنی معاشرت' مدنی اخلاق و آداب اور مدنی سیاست و معیشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا' ہمارا کارنامہ بس گمراہ' بے دین اور مغضوب علیہ قوموں کی بھونڈی نقالی کرنا ہے۔ جوئے' شراب' گانے' بجانے اور کھیل تماشے میں دوسری قوموں کو پیچھے چھوڑنے کی کوشش کی' عورتوں کو برہنہ کیا' سیرتوں کو بگاڑا' صورتوں کو مسخ کیا' گانے بجانے والے طائفوں کو درآمد و برآمد کیا۔ لاکھوں کروڑوں روپے بے حیائی و عریانی کو فروغ دینے پر برباد کیے۔ گھر گھر سے راگ رنگ اور رقص و سرور کی آوازیں بلند ہونے لگیں' عورتوں کے سر سے دوپٹہ چھین کر بازاروں' محفلوں' دفتروں' کلبوں میں حسن عریاں کے جلوے دیکھے' ہر کفر و الحاد کی حوصلہ افزائی کی' سچائی کو دبایا' جھوٹ کو اچھالا' رشوت کا بازار گرم کیا۔ حق کو باطل اور باطل کو حق بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ظالموں کے آگے جھکنے اور غریبوں' مزدوروں اور مظلوموں کو دبانے اور لوٹنے کو اپنا شعار بنایا' مسجدیں ویران اور سینما ہال آباد کیے۔ خدارا! بتایئے کہ قہر خدا کو دعوت دینے والی وہ کون سی برائی ہے جو ہم نے نہیں اپنائی؟ کیا ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہماری اس قہر آلود زندگی پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی؟ خدا کا قانون قدرت اٹل ہے' جو زہر ہلاہل کھائے گا وہ مرے گا۔ جو شعلہ فشاں آگ میں کودے گا وہ جلے گا' جو متلاطم سمندر کی موجوں میں چھلانگ لگائے وہ ڈوبے گا' اور جو قوم خدا سے سرکشی و بغاوت کا راستہ اختیار کرے گی اس پر قہر الٰہی کا کوڑا ضرور برسے گا۔

آج ہماری ان بدعملیوں کی سزا ہمیں مل رہی ہے نہ زمیندار کو راحت ہے نہ کسان کو' نہ کارخانہ دار کو سکھ ہے نہ مزدور کو' نہ دکاندار مطمئن ہے نہ ملازم' گرانی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ سامان خورد و نوش سے برکت اٹھ گئی۔ اخراجات اتنے پھیل رہے ہیں کہ آمدنی ان کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ حوادث کی رفتار روز افزوں ہے۔ ہسپتالوں اور عدالتوں میں جا کر دیکھو تو ایسا لگتا ہے گویا پورا شہر یہیں امڈ آیا ہے۔ ڈاکہ' چوری' غضب' بربریت اور قانون شکنی کی وجہ سے نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال' نہ عزت و آبرو۔

لیکن صد حیف! کہ مسلمانوں کو کسی واقعے سے عبرت نہیں ہوتی' کوئی حادثہ انہیں خواب غفلت سے بیدار نہیں کرتا کوئی تازیانہ عبرت بھی ان کے نشہ معصیت کو اتارنے کیلئے کافی نہیں ہوتا۔ یہ حالت بہت ہی دردناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر اس ملک پر رحم فرمائے۔

بچاؤ کی ایک ہی صورت

ہم پاکستانی معاشرت کے تمام بڑوں چھوٹوں کی خدمت میں نہایت درد اور دلسوزی سے درخواست کرتے ہیں کہ

خدارا! قہر الٰہی کو مزید دعوت نہ دیجئے' خواتین اسلام کو شرعی پردہ لازم ہے اور ان کا بن ٹھن کر برہنہ سر بازاروں میں نکلنا' اسلامی شریعت اور انسانی غیرت دونوں کے لحاظ سے گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا انسداد کیجئے۔ مرد و زن کا اختلاط تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ گانا بجانا ان فواحش کی غذا ہے۔ خدارا! اس کا تدارک کیجئے۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن' ریکارڈنگ وغیرہ کی لعنت عام قوم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کیجئے۔ عذاب الٰہی کا سیلاب ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ اس سے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے کہ اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع ہوں۔ احکام الٰہیہ کی پابندی کریں۔ خدا کے گھروں کو آباد کریں فحاشی کے اڈوں کو ہٹا دیں۔ اے اللہ! اس قوم اور اس ملک پر رحم فرما' اے اللہ! ہماری ساری غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرما اور اپنے قہر و غضب سے محفوظ فرما آمین

غریبوں اور بوڑھوں کیلئے بہترین عمل

از افادات: شیخ الحدیث رحمہ اللہ

حضرت اُمّ ھانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو غلام عرب آزاد کیے اور الحمدللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کیلئے دیدیئے اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کیے اور وہ قبول ہو گئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابو رافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کو دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر اللھم اغفرلی دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ مالدار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہیں کے حصہ میں آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی لیکن مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ۳۳'۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو (ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مالدار بھی اس نمونہ کے تھے انہوں نے بھی معلوم ہونے پر یہ عمل شروع کر دیا) تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح یہ قصہ ذکر کیا گیا اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ نے صدقہ کا قائم مقام بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے الحمدللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے۔ بیوی سے قربت کرنا صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا یا رسول اللہ! بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حرام میں مبتلا ہو گیا تو گناہ ہو گا یا نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ہو گا۔ ارشاد فرمایا اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے۔

جب انصاف زندہ تھا!

مرسلہ: ناصر احمد خان
کوہاٹ

قاضی کی ذہانت

ایک تاجر کا مال چوری ہوگیا۔ لوگوں نے شک کی بنیاد پر دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قاضی کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے قاضی کو بتایا کہ ہمیں ان دونوں آدمیوں پر شک ہے۔ البتہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے اصل مجرم کون ہے؟ اب عدالت ہی فیصلہ کرے کہ کون مجرم ہے۔ قاضی نے لوگوں کو حکم دیا کہ آپ لوگ تھوڑا سا انتظار کریں۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ میں پہلے پانی پی لوں پھر فیصلہ کروں گا۔ پھر قاضی نے اپنے خادم کو پانی کا پیالہ لانے کا حکم دیا۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی اور ایک نہایت خوبصورت اور نفیس شیشے کے پیالے میں پانی حاضر کر دیا۔ قاضی نے پیالہ اٹھایا اور پانی پینے لگا۔ اچانک قاضی نے شیشے کا پیالہ ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ پیالہ زمین پر گرتے ہی چکنا چور ہوگیا۔ پیالہ ٹوٹنے سے ایک چھناکا سا ہوا جس سے لوگ گھبرا گئے کہ اچانک یہ کیا ہوگیا؟ ابھی لوگ آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ ہی رہے تھے کہ قاضی نے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کا گریبان پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا اور با آواز بلند پکارا تو ہی چور ہے! تو ہی چور ہے۔

ادھر وہ بار بار انکار کر رہا تھا کہ جناب نہیں' میں نے تو چوری نہیں کی ہے مگر قاضی تھا کہ اس کا گریبان پکڑ کر زور زور سے جھنجھوڑ رہا تھا کہ تم نے ہی چوری کی ہے۔

تھوڑی سی تگ و دو کے بعد اس شخص نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا کہ وہ واقعی میں نے ہی چوری کی ہے۔ اب لوگ اور خود وہ چور بھی قاضی سے پوچھنے لگے کہ آپ نے چور تو پکڑ لیا لیکن ہمیں بھی بتائیں کہ آپ کو معلوم کیسے ہوا' جبکہ آپ کے پاس کوئی ثبوت تو تھا نہیں؟

قاضی نے کہا کہ اصل میں مجھے پیاس نہیں تھی۔ میں جانتا ہوں کہ چوروں کے دل بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ میں نے پانی کا پیالہ جان بوجھ کر منگوایا۔ میں تم دونوں کے چہروں کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے پیالہ گرایا تو اس کے کرچی کرچی ہونے کی آواز آئی۔ اس آواز سے تیرے ساتھی سمیت سب لوگ پریشان ہوئے اور سناٹے میں آگئے کہ یہ کیا ہوگیا! مگر تیری حالت اسکے بالکل برعکس تھی۔ تیرے چہرے پر کسی خوف یا پریشانی کے آثار نہیں تھے۔ چور ڈاکو بڑے بڑے حادثات سے نہیں گھبراتے۔ چہ جائیکہ ایک پیالہ ٹوٹنے سے ان پر گھبراہٹ طاری ہو جائے۔ مگر ایک عام شہری ذرا سے واقعے سے خاصا متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ تیرا دوسرا ساتھی پیالہ ٹوٹنے کے چھناکے سے لرز اٹھا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ تو ہی اصل مجرم ہے اور اب سزا تیرے مقدر میں ہے۔

سلطان محمود کا بے مثال انصاف

سلطان محمود کا ایک بھانجا تھا اس کا ایک شادی شدہ عورت کے ساتھ ناجائز تعلق تھا۔ اس کے خاوند نے بہت داد فریاد کی لیکن کسی نے نہ سنی۔ قاضی' وزیر اور امیر کوئی بھی شہزادے کے مقابلے میں اس غریب کی نہ سنتا تھا۔ آخر وہ شخص جرأت و ہمت کر کے خود سلطان تک پہنچا اور نہایت دلیری سے اپنے دکھ درد کی تمام داستان بیان کی۔ سلطان نے اس کو اطمینان دلایا اور کہا:

میں تمہارا انصاف کروں گا مگر اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرو اور وہ پھر تمہارے مکان پر آئے تو سیدھے میرے پاس پہنچو۔ بادشاہ نے دربانوں کو بھی تاکید کر دی کہ جب یہ شخص آئے تو فوراً مجھے خبر کر دو خواہ میں کسی حال میں ہوں۔ غرض جب شہزادہ حسب عادت گیا اور اس شخص کو اس کے مکان سے باہر نکال کر اس کی بیوی کے پاس جا بیٹھا تو اس نے سلطان کو خبر دی۔ سلطان خود آیا اور سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے بھانجے کا سر تلوار کے ایک ہی وار سے الگ کر دیا اور تھوڑے وقفے کے بعد پانی مانگا اور دو نفل ادا کیے۔

وساوس کا علاج

از افادات: مفتی محمد رضوان مدظلہ... راولپنڈی

انسان کے دل و دماغ میں آنیوالی کونسی بات اچھی ہے اور کون سی بُری؟ اس کی توجہ و دھیان کے کون سے پہلو میں خیر ہے اور کون سے پہلو میں شر ہے؟ ان سب پہلوؤں پر شریعت مطہرہ کی قیمتی ہدایات و تعلیمات موجود ہیں۔ لیکن یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہم شریعت مطہرہ کی بیان فرمودہ ان ہدایات و تعلیمات اور احکامات سے آگاہی حاصل نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں خیر کو شر اور شر کو خیر' سمجھ کر اپنی آخرت کو تو خراب کرتے ہی ہیں دنیا کو بھی تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور اس طرح دنیا و آخرت کی تباہی کا مصداق بنتے ہیں۔

آج بے شمار لوگوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کو عجیب و غریب' گندے اور گھناؤنے قسم کے وسوسے آتے ہیں جن کو وہ زبان سے بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں اور یہ کہ وہ ان وسوسوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں مگر کسی طرح بھی وسوسوں سے نجات نہیں ملتی۔ لہٰذا انہیں کوئی ایسا حل یا وظیفہ وغیرہ بتایا جائے جس سے انہیں ہمیشہ کیلئے ان گندے خیالات اور بُرے وسوسوں سے نجات حاصل ہو جائے۔

بعض اوقات کوئی خیال یا وسوسہ ایسا ذہن میں بیٹھ جاتا ہے کہ انسان اس کو اپنے طور پر کسی تدبیر سے ذہن سے نکالنے اور بھگانے کی ہزار کوششیں اور لاکھ تدبیریں کرے مگر سب بیکار۔ اس کو بھگانے کی جتنی کوشش کی جاتی ہے اتنا ہی زور اور بڑھتا جاتا ہے اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' والی مثال صادق آتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک مرحلہ پر انسان اچھا خاصا وہمی اور شکی یا مالیخولیا کا مریض بن جاتا ہے۔

غرضیکہ ایک بہت بڑا طبقہ ان وسوسوں کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہے اور دین کی صحیح سمجھ و فہم نہ ہونے کے باعث اپنے طور پر ان کی گتھی سلجھانے میں مشغول ہے۔ وسوسوں کا معاملہ جب ترقی کرتا ہے تو وہم کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور جب مزید ترقی کرتا ہے تو مالیخولیا کی خطرناک قسم میں داخل ہو جاتا ہے جسکے بعد دماغی معاملہ بہت سنگین صورت حال اختیار کر لیتا ہے اس مرحلہ پر بعض لوگ خود کشی کا ارتکاب بھی کر بیٹھتے ہیں یا پھر مجنونوں اور پاگلوں والی حرکات و سکنات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایک شخص کی وجہ سے نہ جانے کتنے افراد و پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بعض خواتین و حضرات کمزور نفسیات کے مالک ہوتے ہیں اور ان میں خود اعتمادی اور قوت فیصلہ کی کمی ہوتی ہے ایسے حضرات وسوسوں کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں ایسے حضرات کو جب کبھی کوئی حادثہ یا رنج و غم کا سانحہ پیش آتا ہے یا پھر کسی پریشانی کی وجہ سے طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے تو اس وقت وسوسوں کا غلبہ زیادہ زور پکڑ لیتا ہے ایسے وقت ان لوگوں پر ''کریلا' نیم چڑھا'' کی مثال صادق آتی ہے۔ اگر ایسے لوگوں کا بروقت مناسب نفسیاتی اعتماد بحال نہ کیا جائے اور ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اور آنکھ بند کر کے تمام چیزوں کی تصدیق کی جاتی رہے تو اس کے نتیجہ میں مریض کا تو جو کچھ حال ہوگا وہ اپنی جگہ ہے مگر اس کی وجہ سے پورا گھر بھی اچھا خاصا مریض بن سکتا ہے۔

پھر ایسے وقت ڈاکٹر اور حکیموں کے علاوہ' مختلف عاملوں' پیروں' فقیروں کی طرف سے آسیب اور جنات وغیرہ چڑھ جانے یا جادو کے اثرات ہونے کی تشخیص سارے گھر کو پریشان کر دیتی ہے۔ جسمانی معالجوں (ڈاکٹروں) کے پاس جب کسی ایسے وہمی کو لے جایا جاتا ہے تو وہ بعض اوقات نشہ آور دوائیوں کا سہارا لیتے ہیں اور بعض اوقات اتنی تیز دوائیاں دیتے ہیں کہ مریض کے دماغ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور جب معاملہ اس سے بھی حل نہیں ہوتا تو بجلی کے کرنٹ کے جھٹکے لگا کر مریض کی قوت یادداشت کو ختم کرنے کا اقدام کیا جاتا ہے۔ جس سے اگر مرض ختم بھی ہو جائے تو بھی مریض کی کئی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ (جاری)

خاندانی اختلافات کا حل

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کے ایک وعظ سے اقتباس....قسط-3 مرسلہ: ام محمد عثمان اسلام آباد

ہمارے خاندانوں میں جھگڑوں کی ایک اور بڑی وجہ شریعت کے اس حکم کو ملحوظ نہ رکھنا ہے وہ حکم ہے

تم آپس میں بھائیوں کی طرح اخوت ومحبت کا برتاؤ رکھو لیکن جب لین دین معاملات پیش آئیں تو اجنبیوں کی طرح معاملہ کرو' جو بات ہو وہ صاف اور واضح ہو۔ کاروبار' معاملات چاہے باپ بیٹے' یا بھائی بھائی یا شوہر' بیوی کے درمیان ہو لیکن ہر ایک کی ملکیت دوسرے سے الگ' ممتاز ہونی چاہئے۔ بغیر حساب کتاب کے جو زندگی گزر رہی ہے۔ وہ گناہ کی زندگی ہے۔ معلوم نہیں کہ جو کھا رہے ہیں وہ اپنا حق کھا رہے ہیں یا دوسرے کا۔ شریعت کے اس حکم کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ فسادات اور جھگڑوں سے بھرا ہوا ہے۔

مثلاً کاروبار باپ نے شروع کیا۔ بیٹے بھی اس میں شریک ہو گئے بغیر اس تعین کے کہ وہ بطور پارٹنر' شریک' ملازم یا مددگار کے کام کر رہے ہیں۔ اب باپ کو جتنے پیسوں کی ضرورت ہوئی اس نے نکال لئے۔ بیٹوں کو ضرورت پیش آئی انہوں نے لے لئے کوئی بیٹا کاروبار میں پہلے شریک ہوا۔ کوئی بعد میں۔ کسی نے کام زیادہ کیا کسی نے کم' نہ کاروبار میں حصہ متعین نہ کوئی تنخواہ مقرر۔ اب اگر کوئی یہ دینی مشورہ ان کو دے کہ آپس میں حساب کتاب رکھو تو جواب ملتا ہے۔ بھائیوں کے درمیان حساب کتاب کیسا باپ بیٹے کوئی دو ہیں؟ یا پھر اس سے ملتی جلتی یہ صورتحال بھی بہت عام ہے کہ مکان کی تعمیر میں کچھ پیسے باپ نے لگائے۔ کچھ بیٹے نے' کچھ دوسرے بیٹے نے۔ تعمیر کے وقت آپس میں کچھ طے نہیں ہوا کہ بیٹے جو پیسے لگا رہے ہیں وہ بطور باپ کی مدد کے لگا رہے ہیں یا قرض کے یا اپنا حصہ لگا کر پارٹنر بن رہے ہیں۔

مکان بننے کے بعد کسی کا انتقال ہو گیا تو جھگڑا کھڑا ہو گیا کہ یہ مکان کس کا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ زمین میں نے خریدی۔ دوسرے کے مطابق مکان میں زیادہ پیسہ اس کا لگا۔ تیسرا بھی مکان میں پیسہ لگانے کا دعویدار ہے۔ اب اس مشترکہ کھچڑی پر فساد برپا ہو گیا۔ اور پہلی مثال میں بھی بھائیوں کی شادیاں' اولاد جوان ہونے کے بعد بھائیوں کے درمیان دنگا فساد' الزامات' لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے کہ فلاں نے زیادہ لے لیا۔ میں نے کم لیا اور یہ جھگڑے پیچیدہ ہو جاتے ہیں کہ اصل حقیقت کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ معاملہ میں اتنا تناؤ آجاتا ہے کہ ایک دوسرے کی شکل تو دیکھنا درکنار ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں۔ شریعت نے خاندانوں میں ان فساد کی باتوں کو روکنے کیلئے پہلے ہی احکامات بتا دیئے۔

(۱) گھر میں ہر شخص کی ملکیت واضح ہو۔

(۲) جونہی کسی کا انتقال ہو جائے خود اس کے وارثین میں میراث تقسیم کر دی جائے۔

ہمارے معاشرے میں جہالت اور نادانی کا نتیجہ ہے کہ اگر کسی کے مرنے پر اس کے وارثین سے یہ کہا جائے کہ بھائی میراث تقسیم کرو تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ توبہ توبہ' ابھی تو مرنے والے کا کفن میلا نہیں ہوا اور ابھی کچھ وقت گزارنے کے بعد اس تقسیم کے نہ ہونے سے ہی لوگ اسی مال کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔

(۳) شرعی تقسیم اگر زندگی میں بھی کر لی ہو تو اس کا طریقہ شریعت میں بتایا گیا ہے زبانی کلامی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس فساد کے حل کیلئے نہ صرف خود بھی اس مسئلہ کو سمجھیں بلکہ اپنے رشتہ داروں کو بھی یہ مسئلہ بتائیں کہ کوئی بات مبہم نہ رہے ہر ایک کی ملکیت واضح ہو۔ پھر آپس میں محبت کے ساتھ رہیں۔

جب تمام سہارے ختم ہو جائیں!

مولانا محمد الیاس ندوی

پوری انسانیت میں سب سے زیادہ اللہ کا محبوب ترین بندہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوتی مشن پر خود اپنے قبیلہ قریش اور وطن عزیز شہر مکہ سے ناامید و نامراد ہو کر طائف کا رخ کرتا ہے اس امید میں کہ شاید وہاں کے لوگ اس کی بات کو سمجھ کر ہمیشہ کی آگ اور جہنم سے نجات کی فکر کریں لیکن امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے اور وہاں کے لوگ مکہ والوں سے زیادہ بداخلاق، سخت دل، ترش رو اور ظالم بن کر سامنے آتے ہیں، غنڈوں کی طرف سے کی جانے والی پتھروں کی بارش سے قدم مبارک خون آلود ہو جاتے ہیں، بھوک سے نڈھال ہوتے ہیں، مظلومیت کی اس فضاء میں بددعا کا ایک جملہ بھی اگر اس وقت زبان مبارک سے نکلتا تو آن کی آن میں اہل طائف خاک ہو جاتے اور ان پر آسمان سے آگ کی بارش برستی، پیشکش بھی ہوئی کہ خدا کی رحمت جوش میں آگئی ہے، اگر آپ اشارہ کر دیں اور کہہ دیں تو ابھی آپ کی آنکھوں کے سامنے طائف شہر کے ان دو پہاڑوں کے بیچ ان سب کو کچل دیا جائے قربان جایئے نبی رحمت کی ان بے پناہ شفقتوں پر یہ کہہ کر فرشتہ عذاب کو واپس کرتے ہیں کہ ان میں نہ سہی ان کی نسلوں میں کوئی ہدایت پائے گا (اللہ نے اپنے محبوب کی زبان مبارک سے نکلنے والے ان جملوں کی لاج بھی رکھی اور بعد میں طائف کے اس سخت دل قبیلہ بنی ثقیف میں محمد بن قاسم جیسے فاتح سندھ بھی پیدا ہوئے) عرش معلیٰ سے فرشتہ کے ذریعہ کی جانے والی اس پیش کش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اے اللہ:۔ تو میری اس قوم کو معاف کر دے کہ انجانے میں ان سے یہ غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں، پھر دست مبارک اٹھاتے ہیں، رب رحیم سے مخاطب ہوتے ہیں اور ایسی پرکیف و پرتاثیر، پرخلوص و دلنشیں التجائیں کرتے ہیں کہ رحمت الٰہی بھی جوش میں آجاتی ہے، دریائے رحمت میں تلاطم پیدا ہوتا ہے اور اس کی عنایتیں و شفقتیں صاف متوجہ معلوم ہوتی ہیں، وہ اثر آفرین دعائیہ کلمات کیا تھے ذرا سنئے اور اپنی زندگی میں بھی اس طرح کے مواقع پر پیش آنے والے حالات میں اسی طرح مانگنے اور گڑگڑانے کی کوشش کیجئے فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى عَدُوٍّ يَّتَهَجَّمُنِيْ اَمْ اِلٰى قَرِيْبٍ مَلَّكْتَهٗ
اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ تَكُنْ سَاخِطًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ

”اے اللہ! میں آپ سے اپنی ضعف قوت، کم سامانی اور لوگوں کی نظر میں اپنی کم وقعتی کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے آپ مجھے کس کے سپرد کرتے ہیں؟ آیا کسی دشمن کے جو مجھے دبا لے، یا کسی دوست کے قبضہ میں جو میرے سب کام کر دے اگر آپ مجھ سے ناخوش نہ ہوں تو مجھے ان (میں سے کسی چیز) کی پرواہ نہیں، پھر بھی آپ کا دیا ہوا امن میرے لئے زیادہ گنجائش رکھتا ہے۔“

لاکھوں درود و سلام ہوں اس نبی امی فداہ ابی وامی پر جس نے اپنے امت اور تڑپتی بلکتی انسانیت کے لیے یہ اور اس طرح کی ہزاروں تکلیفیں اٹھائیں اور مشقتیں برداشت کیں، آپ کے ان عظیم احسانات کا بدلہ چکانا تو دور کی بات کیا ہم نے اس پر آپ کے لیے درود و سلام کا تحفہ ہی سہی بھیج کر اپنے اوپر موجود آپ کی ان کرم فرمائیوں کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے۔ آیئے آج سے ہم کم از کم سو مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے کا معمول بنائیں۔

اسلام کی حرام کردہ چیزیں اور جدید سائنس!

اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی نشوونما کیلئے جہاں پاکیزہ غذائیں پیدا کی ہیں وہاں ایسی ناپاک غذاؤں کی بھی نشاندہی فرما کر ان سے بچنے کی تاکید کی' تاکہ انسان انسان ہی رہے اور ناپاک چیزوں کے استعمال سے پرورش پانے والا جسم شیطان کا آلہ کار نہ بن سکے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے فرمایا اے رسولو! اچھا اچھا کھاؤ اور اچھے اچھے عمل کرو۔ غذا کا جسم پر اثر ہونا مسلم ہے اس لیے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت ہے کہ انہوں نے خود ہی ناپاک غذاؤں کی شریعت میں نشاندہی فرمادی تاکہ مسلمان اچھے اور پاکیزہ خیالات کا مالک ہو اور پورا معاشرہ امن وسکون سے رہ سکے۔

اسلام نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے جدید سائنسی تحقیق نے بھی ان اشیاء کو صحت کے لئے بے حد ضرر رساں کہا ہے۔ دیکھئے قرآن پاک نے خنزیر کو ناپاک اور حرام کہا ہے تاریخ کے مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت عین واضح ہو جاتی ہے کہ سؤر کو ہمیشہ سے ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس کی ہر چیز اور ہر عضو کو حرام کہا ہے حتیٰ کہ گوشت کے علاوہ اس کی کوئی چیز بال وغیرہ بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ اب جدید طبی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف گوشت کھانے سے بلکہ اس کے پالنے سے بھی مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تپ دق کا متعدی مرض سور میں بڑی سرعت سے پایا جاتا ہے۔ اس کا گوشت کھانے سے جسم کے اندر جراثیم منتقل ہو جاتے ہیں۔ انسانی جسم میں پائے جانے والے کیڑے کرم وغیرہ (مثل خبط عمومیہ) سؤر کے ذریعے انسانی جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ یہ کیڑا خبط عمومیہ نشوونما پا کر دس فٹ تک لمبا ہو جاتا ہے۔ یہ مرض صرف خنزیر خور قوموں میں پایا جاتا ہے۔ سور کے گوشت سے جگر کا ورم اور رسولی پیدا ہوتی ہے۔ جگر کی رسولی کا مرض لاعلاج ہے۔ اور یہ مرض ان ملکوں میں پایا جاتا ہے جہاں سور کی بکثرت پرورش کی جاتی ہے۔ کنٹھ مالا کا طبی نام خنازیر (جمع خنزیر) اسی بناء پر رکھا گیا ہے کہ یہ مرض صرف سوروں میں پایا جاتا ہے جدید تحقیق کے مطابق غذائے انسانی' اخلاق انسانی پر زبردست اثر رکھتی ہے اور غذا انسانی اخلاق و کردار کو بے حد متاثر کرتی ہے سور کی رسوائی رسوائے زمانہ ہے۔ اسی لئے مغرب میں سور کے گوشت کا استعمال بے حیائی کا سرچشمہ ہے۔ پوری قوم بے حیا بن چکی ہے کیونکہ اس جانور کا گوشت خاص طور پر حیا کی قوت کو کم کر دیتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے کیونکہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور' بے غیرت و دیوث ہے۔ ہمارے ملک میں سکھوں کی قوم اس کو کثرت سے کھاتی ہے اسی لئے تمام کافر قوموں میں سکھ قوم سب سے زیادہ بے غیرت' بے حیا اور دیوث ہے۔

اسلام کی حقانیت

خنزیر نجاست کی طرف مائل ہے خصوصاً انسان کا فضلہ یعنی پاخانہ اس کی خوراک ہے اس کا گوشت اسی نجاست سے پیدا ہوتا ہے بس اس کا گوشت کھانا گویا اپنی نجاست کھانا ہے۔ سوسائنس صدیوں کی تحقیق کے بعد اور لاکھوں تجربات کے بعد جن حقائق کا اعلان کرتی ہے اس دین فطرت نے چودہ سو سال پیشتر آشکارا کر دیا ہے۔ اسلام کے سور کو حرام کرنے سے چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں اربوں انسان اس طرح کے لاتعداد امراض سے محفوظ و مامون رہے جو اس کے کھانے پینے سے پیدا ہوتے ہیں۔ (ازافادات مولانا طفیل قیوم رحمہ اللہ)

طِبِّ نبوی سے عِلاج

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی امراض کے علاج تو ارشاد فرمائے ہیں اس لئے کہ آپ روحانی طبیب اعظم تھے' مگر آپ نے طب جسمانی کی طرف بھی راہ نمائی فرمائی ہے۔ اگر کبھی شفا نہ ہو رہی ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مرتبہ مرض کی پہچان نہیں ہوتی' بعض مرتبہ دوا کی مقدار میں فرق ہو جاتا ہے، یا مرض اور ہے، دوا اور ہے اس وجہ سے شفاء نہیں ہوتی ورنہ وحی الٰہی میں غلطی ناممکن ہے۔

(ازافادات مفتی عبدالحکیم سکھروی رحمہ اللہ) قسط-8

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا تعویذ

دن کے شروع میں پڑھے تو تمام دن، رات کے شروع میں پڑھے تو تمام رات بلیات سے حفاظت رہے' وہ کلمات یہ ہیں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم'' رات کو سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھ لے تو تمام رات کیلئے کفایت کر لیتی ہیں۔

پھنسیوں کی دعا

بعض اوقات ایسی پھنسیاں ہوتی ہیں جن سے دونوں پہلوؤں میں چیونٹیاں سی چلتی ہیں جیسے کاٹ رہی ہوں۔

حضرت شفا زمانہ جاہلیت میں منتر سے اس کا علاج کیا کرتی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت اسلام کی تو آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ انہوں نے پیش کئے۔

''اَللّٰهُمَّ اكْشِفِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید یہ فرمایا کہ سات لکڑیاں لے کر ان پر یہ دم کرو اور پاک جگہ یا کسی پتھر پر سرکہ لگا کر ان کو ملو پھر ان کو پھنسی پر مل دو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا سے فرمایا کہ جس طرح تم نے بی بی حفصہ کو کتابت سکھلائی ہے اسی طرح یہ دعا بھی انکو سکھلا دو۔ (ابوداؤد)

زخم اور پھوڑے پھنسیاں

جب انسان کا مزاج گرم ہو جاتا ہے اور آب وہوا بھی گرم ہو تو پھنسیاں نکل آتی ہیں اور مٹی کی خاصیت خشک وسرد ہے۔ مٹی میں خشک کرنے کی خاصیت ہے جتنی ٹھنڈی دوائیں ہیں ان میں سب سے ٹھنڈی مٹی ہے یہ پھوڑے پھنسی کی حرارت کو معتدل کر دیتی ہے اور ردی رطوبت کو سکھلاتی ہے جس سے زخم کی رطوبت سوکھ جاتی ہے اور معتدل ہو جاتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب کسی کو کوئی شکایت ہوتی یا کوئی زخم یا پھنسی ہوتی تو آپ اپنی انگلی مبارک کو اس طرح رکھتے اور حضرت سفیان نے دکھایا کہ اپنی کلمہ کی انگلی کو زمین پر رکھا پھر اس کو اٹھایا اور کہا

''بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا'' (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ پہلے اپنی انگلی کو تھوک لگائے پھر مٹی پر رکھے جو مٹی لگ جائے اس کو زخم پر مسح کرے اور یہ کلمات پڑھتا جائے۔ ان کلمات میں تفویض اور توکل الی اللہ ہے۔ اصل نفع دم کرنیوالے کا یقین ہے اور مریض کو منجانب اللہ شفا کا یقین ضروری ہے اگر مدینہ منورہ کی مٹی مل جائے تو بہتر' ورنہ ہر مٹی لے کر علاج کرے۔

درد کا علاج

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں مجھے درد ستا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس جگہ درد ہے اس جگہ ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ کہہ ''اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ'' (مسلم)

قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت

انسانی وسائل اور تمام جدید علوم جہاں بے بس ہوجاتے ہیں وہاں سے رب العالمین کی قدرت کاملہ شروع ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر انسان بے اختیار اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا ہے اور یہی قدرت بعض دفعہ منکرین خدا کے کو ایمان کی دولت ملنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہم زبان سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن پریشانیوں اور امراض میں بھی یہ جملہ صرف زبان کی حد تک رہتا ہے لیکن دل ودماغ ظاہری اسباب ہی میں الجھے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی رحمت خداوندی اپنی قدرت کے کرشمے دکھا کر انسان کو اپنی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتی رہتی ہے۔ ذیل میں ایسا ہی ایک واقعہ دیا جارہا ہے جو اللہ کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی ذات پر ایمان کامل نصیب فرمائے۔ آمین۔

ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ میری کمر کا درد ناقابل بیان تھا۔ اس درد سے چھٹکارا پانے کیلئے آپریشن ناگزیر تھا۔ چنانچہ میں لندن چلی گئی۔ فوری آپریشن کیا گیا لیکن درد ابھی تک برقرار تھا۔ چنانچہ مجھے دوبارہ اس تکلیف دہ مرحلے سے گزرنا پڑا لیکن آپریشن کے بعد بھی جب میں نے پاؤں زمین پر جمانا چاہے تو درد سے میری چیخیں نکل گئیں۔ درد ہنوز اپنی پوری شدت کے ساتھ میری کمر کے ٹانکوں کے ساتھ کہیں اندر موجود تھا دیگر حضرات اور ڈاکٹر صاحب جنہوں نے میرا آپریشن کیا تھا میں ان کی آنکھوں میں تیرتی مایوسی کی لہریں دیکھ چکی تھی۔ ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ اب مجھے اپنی زندگی کے بقیہ ایام اسی درد اور تکلیف کے ساتھ ہی گزارنا ہوں گے کیونکہ ریڑھ کی ہڈی کا تیسرا آپریشن بہت خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔ میں نے اس دکھ کو اپنی تقدیر اور اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرلیا اور کئی سال تک ایک معذور کی سی زندگی بسر کرتی رہی اور وہیل چیئر میرا مقدر ہوگئی تھی۔

ان دنوں میں نے ایک رفاہی ہسپتال کیلئے چندہ جمع کرنے کی مہم شروع کی ہوئی تھی میرے پاس بینک میں پچاس ہزار روپے موجود تھے۔ میں نے وہ چندے میں دے دیئے۔

اس کے چند دن بعد ہی پتہ چلا کہ چائنہ سے ایک ڈاکٹر آیا ہوا ہے۔ جو مساج اور آکوپنکچر کے ذریعے معذور افراد کا علاج کرتا ہے اور اس کے ہاتھ میں شفا اللہ پاک نے رکھی ہے۔ میں چونکہ آپریشن سے پہلے ڈیڑھ برس تک آکوپنکچر بھی کروا چکی تھی اور یہ طریقہ علاج بھی آزما چکی تھی اس لئے میں اس ڈاکٹر کے پاس جانے کیلئے رضامند نہ تھی۔ میرے رشتہ دار مجھے زبردستی وہاں لے گئے اور اس ڈاکٹر نے اس بار مجھے فزیوتھراپی ٹریٹمنٹ دیا اور پھر وہ ڈاکٹر چین چلا گیا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کچھ عرصے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں تقریباً دس منٹ تک لگاتار کھڑی رہی اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور پھر میں نے آہستہ آہستہ اپنے کھڑے ہونے اور آہستہ آہستہ قدم جمانے کی کوشش کو دن بدن بڑھانا شروع کردیا اور کچھ عرصہ بعد میں گویا بالکل نارمل ہوگئی اور اپنے گھر کے معمول کے کام کاج کرنے لگی اور جب یہ اطلاع میں نے اپنے انگلینڈ کے ڈاکٹر کو دی تو اس نے حیرت سے صرف اتنا کہا کہ خلاف عادت کام آج بھی رونما ہوتے ہیں۔ مجھے یقین تو نہیں آرہا لیکن جو آپ کہہ رہی ہیں وہ سچ ہے اور یہ سچ خدا تک رہنمائی کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تلاشِ گمشدہ

(باتوں باتوں میں) مولانا اسد دیوبندی مدظلہ۔ کراچی

ملت اسلامیہ (بالخصوص پاکستانی قوم) جو ایک عرصہ دراز سے نعروں اور مظاہروں اور غیر شرعی افعال میں پھنس کر غائب ہے اور باوجود تلاش کے ابھی تک اس گمشدہ ملت کا اتہ پتہ نہیں معلوم ہوسکا البتہ اتنا معلوم ہوسکا کہ یہ ملت اپنا اسلامی تشخص کھوکر دوسری قوموں کی شناخت وتہذیب میں گم ہوگئی ہے۔ اگر ملت اسلامیہ یہ اشتہار پڑھ لے تو اس کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان تمام شیطانی جالوں سے نکل کر فوراً اپنے گھر (دائرہ اسلام کی طرف) واپس آجائے۔ ابھی رحمت کے دروازے اس کیلئے کھلے ہوئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت آجائے کہ رحمت کے دراز ے بھی بند ہوجائیں اور امت ہاتھ ملتی رہ جائے۔

ملکی حالات پر تبصرہ کرنا' بگڑے ہوئے حالات کو سنبھالنا' فحاشی اور دہشتگردی کی بیخ کنی کرنا۔ اس مملکت اسلامیہ کو صحیح سمت وہ سمت کہ جو صراط مستقیم کی طرف جاتی ہو۔ یقیناً کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں۔ پانی تو سر سے اونچا ہونے لگا ہے اگر یہی حالات برقرار رہے تو اس فحاشی و بے حیائی کے پانی میں ڈوب کر کیا بنے گا۔ اس قوم کا کہ جس نے یہ خطہ اسلامی اللہ تعالیٰ سے اس لئے مانگا تھا کہ اے اللہ ہم اس خطہ میں تیرے احکامات اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوکر دنیا کو اسلام کا پیغام سنائیں گے۔ مگر وگر کا وقت نکل چکا۔ ڈوب رہے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا چاہئے۔ رونے دھونے کا وقت گزر گیا۔ آنسو کہاں تک بہتے دیکھ لو سب کچھ دیکھ رہے ہیں جاگتی آنکھوں سے مگر آنسو تو خشک ہوگئے۔ اگر کوئی آنسو ٹپک بھی پڑا تو ایسا ہی کہ جیسے کراچی کے نلکوں سے کوئی بوند اتفاقاً ٹپک پڑے۔ حالات نے یہ حالت بنادی کہ ہر بنیادی سہولت سے محروم بغیر سوچے سمجھے ادھر ادھر بھاگے دوڑے پھر رہے ہیں کہ شاید کہیں زندگی گزارنے کا کوئی آئینی پیکیج پڑا مل جائے۔ کوئی ''فلاح قوم'' کا نسخہ ہاتھ لگ جائے۔ مگر امید کی تمام راہیں مسدود ہوکر رہ گئیں۔ کیا افراتفری میں ادھر ادھر بھاگنے سے کوئی منزل مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں جب تک اس راہ کی طرف بہ عقل وہوش نہیں چلا جائے گا جو راہ ''صراط مستقیم'' ہے یعنی اس کی متعین کردہ راہ جو اس کے (اللہ جل شانہ) احکامات کے مطابق ہو۔ گویا تمام باتیں باتوں میں مملکت پاکستان کے مسلمانوں سے متعلق ہیں۔ پر ہم تو (مسلمان) ایک امت واحد ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر خوشی وغم کے ساتھی۔ اگر عقل وہوش کے ناخن لیکر دیکھا جائے تو یہ حالات جو میں نے اوپر لکھے ہیں صرف مسلمانان پاکستان ہی کے نہیں بلکہ پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان موجود ہیں ان کو بھی دہشتگردی وفحاشی کے ماحول کا سامنا ہے گو اس وقت پاکستانی مسلمانوں کے حالات کو سامنے رکھ کر باتیں کررہا ہوں۔ مگر یہ باتیں بھی دنیا میں آباد تمام مسلمانوں کو آنکھیں کھولنے کی دعوت ہیں۔ کل ہی ایک صاحب جب میری عیادت کو آئے تو فرمانے لگے پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے پاکستان میں لوگ مسلمان بننے کے بجائے پاکستانی بن گئے؟ میں نے کہا بے شک ہمیں مسلمان ہونا چاہئے۔ پہلے ہم مسلمان ہیں پھر پاکستانی۔ فرمانے لگے میں سمجھتا ہوں کہ اس وجہ سے ہم پر اللہ کی طرف سے مصیبتیں نازل ہورہی ہیں۔ میں نے کہا ایسا نہ کہئے اللہ تعالیٰ

تو رحیم و کریم ہے یہ سب کچھ ہمارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنا تشخص چھوڑ کر دوسروں کی شناخت میں شامل ہوگئے۔ جیسا کرو ویسا بھرو کے مصداق ہے۔ تو پھر مالک کی شکایت کیسی۔ ارے اپنے کردار عمل کو دیکھو غور کرو۔ دیکھ لو کوئی مصیبت بھی آئے مصیبت دور کرنے والے کو پکارنے کی بجائے دنیا کے سب سے بڑے شیطان اور مسلمانوں کے ازلی دشمن کے حضور گھٹنے ٹیک کر فریاد کرتے ہیں کاش سر جھکا کر اس کے سامنے آتے جو فریاد رس ہے۔

یہ شیطان تو تمہیں وقتی طور پر ''بادام'' کھلا کر تھوڑی بہت اٹھنے کی طاقت تو دے دے گا مگر تمہیں ''مادام'' بنادے گا۔ مادام نہیں اپنا غلام بنائے گا جس کی غلامی کرنی ہے اس سے دور کردے گا۔ ایسا ہی ہورہا ہے۔ جیسا بوؤگے ویسا ہی کاٹوگے۔ بات ہو رہی تھی ملکی حالات پر باتوں باتوں میں بات کہاں تک چلی گئی۔ بڑے بوڑھوں نے کہا ہے کہ بات بڑھاؤ نہیں مختصر بات کہہ کر اس کے مثبت پہلو پر غور کرو تو میں بات بڑھانے کے بجائے تحریر کردہ باتوں کے مقصد پر آرہا ہوں۔ ہمارا ایک بڑا مقصد اس وقت اطاعت الٰہی اور اتحاد امت کا ہے یہ مقصد اگر ہم نے پالیا تو تمام مقاصد زندگی خود بخود پورے ہوجائیں گے۔ یہ مقصد حاصل ہوگا جب ہم اپنے اس مقام کو پہنچائیں کہ جو مقام رب العزت نے ہمیں دیا ہے فرمایا کہ ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے (ہدایت کیلئے) بھیجی گئی ہے۔ تم حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔'' (سورۃ آل عمران) کاش ملت اسلامیہ جاگے۔ دنیاوی جنجالوں سے نکلے اور رحمت خداوندی کا دامن تھام کر اپنا گمشدہ کردار عمل دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس کے آگے سر جھکا کر المدد المدد پکارے کہ اس نے کہہ دیا کہ جو اللہ کی مدد مانگے اس کو سیدھے راستے پر (اللہ تعالیٰ) رہنمائی کرے گا۔ پھر فرمایا اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں ہوسکے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہر بندہ مومن اپنی بساط کے مطابق امت کو یکجا کرنے اور صراط مستقیم کی طرف لے جانے کے سعی و کوشش کرے گا۔ یہ مضمون ختم کر ہی رہا تھا کہ اہلیہ ایک اخبار لیکر آئیں اور بولیں یہ اشتہار پڑھو کہیں یہ وہ تو نہیں۔ میں نے اخبار لیکر دیکھا لکھا تھا تلاش گمشدہ جو کسی صاحب نے اپنے بیٹے کی گمشدگی پر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر صاحبزادہ اشتہار پڑھے تو گھر آجائے اسے کچھ نہ کہا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ یہ اشتہار پڑھ کر اچانک یاد آیا کہ ملت کو جگانے کیلئے میں بھی کوئی اشتہار دیکر اپنا فریضہ ادا کرلوں۔ اللہ کرے محاسن اسلام میں یہ اشتہار شائع کرکے خود بھی اس فریضہ میں شامل ہوجاؤں آمین۔

اللہ کرے یہ اشتہار جس کا عنوان ''تلاش گمشدہ'' ہے بار آور ثابت ہو۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ

موبائل میں مقدس کلمات......

پہلی خرابی یہ ہے کہ اچانک فون اٹھانے کی صورت میں قرآنی آیات درمیان میں کٹ جاتی ہیں جس سے ان آیات کی بے ادبی لازم ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ جس شخص کو فون کیا گیا وہ بیت الخلاء میں ہو تو بھی ایسی حالت میں بے ادبی ہوگی۔ اس لیے فون کی ٹون کیلئے مقدس کلمات کو استعمال کرنا درست نہیں کہ ان کلمات کو گھنٹی وغیرہ جیسی چیزوں کیلئے نہیں بنایا گیا۔

نوٹ: مجلس میں آنے والے پر سلام کرنا ضروری ہوتا ہے....اسی طرح فون کرنیوالے پر السلام علیکم کہنا ضروری ہے....کیونکہ جو فون کر رہا ہے وہ گویا مجلس میں آنے والے کی طرح ہے۔

تین قسم کی عورتیں

ہر انسان چاہے مرد ہو یا عورت اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اچھا کہلائے اور لوگوں میں اس کی تعریفیں ہوں لیکن یاد رکھئے کہ اصل اچھائی وہ ہے جو شریعت پسند کرے اور اچھا کہلانے کا اصل حقدار وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول اچھا کہے۔ (مفتی عبدالرؤف رحیمی-نواب شاہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورتیں تین قسم کی ہیں۔

ایک وہ جو پاک دامن، مسلمان، نرم طبیعت، شوہر سے محبت کرنے والی، زیادہ بچے دینے والی ہو۔ زمانہ کے فیشن کے خلاف رہتی ہو۔ (یعنی سادگی اختیار کرتی ہو) لیکن تمہیں ایسی عورتیں بہت کم ملیں گی۔

دوسری وہ عورت جو خاوند سے بہت زیادہ مطالبہ کرتی ہو اور بچے جننے کے علاوہ اس کا کوئی کام نہ ہو۔ یعنی کام کاج نہ کرتی ہو (اور ہر وقت کوئی نہ کوئی ضرورت اس کی زبان پر کھڑی ہو)

تیسری عورت وہ ہے جو خاوند کے گلے کا طوق ہو اور جوں کی طرح اس کو چپٹی رہتی ہو۔ (یعنی بد اخلاق ہو) ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کی گردن سے اتار لیتے ہیں۔

مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں پہلی قسم کی عورت کو اسلام کی رو سے بہترین عورت قرار دیا گیا ہے اس کی خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے فیشن پر چلنے کی بجائے اسلامی اور سادگی والا طریقہ اختیار کرتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج کی مسلمان عورت بھی ایسی فیشن ایبل وضع قطع اختیار کرتی ہیں کہ الامان والحفیظ اور فیشن کا مقصد صرف اور صرف خود کو اچھا کہلوانا ہی ہوتا ہے

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

اور پھر فیشن پر اخراجات کتنے ہوتے ہیں کہیں بیوٹی پارلر کی فیسیں کہیں ہیئر کٹنگ اور کہیں بے دریغ سامان میک اپ کی خریداری وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر ایک فیشن ہو تو کوئی حد بھی ہو؟ یہاں تو نت نئے فیشن معاشرہ میں پیدا ہوتے ہیں ایسے میں اگر کوئی مسلمان عورت زندگی بھر نئے طرز فیشن اپناتی رہے تو زندگی ختم ہوجائیگی لیکن فیشن پورے نہ ہونگے اور فیشن میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں بے پردگی لازمی کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ بعض اوقات لباس ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ چست اور مختصر ہوتا ہے بعض اوقات بالوں کی ڈیزائننگ یا کٹنگ ایسی ہوتی ہے کہ دوپٹہ اوڑھنے سے وہ اچھی خاصی محنت رائیگاں چلی جائیگی اور پھر فیشن کرنے کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے کہ سب سے منفرد نظر آئیں اور یہ خواہش اسی وقت پوری ہوسکتی ہے کہ جو کچھ بھی زیب تن کیا ہے یا جسم پر سجایا ہے سارا کا سارا نظر آئے۔

یاد رکھئے! جو عورت فیشن کی دلدادہ ہو اور اپنی اس خواہش کی تکمیل میں بے دریغ پیسہ لوٹاتی ہو مزید یہ کہ وہ فیشن اور بناؤ سنگھار کے بعد بے پردگی کی مرتکب بھی ہوتی ہو تو ایسی عورت کیلئے احادیث میں شدید ترین وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ ایسی عورت دنیا والوں کی نظر میں خواہ کتنی ہی اچھی کہلاتی ہو مگر اس کی اپنے خالق و مالک اور مہربان رب کی نظر میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ شوہر کو خوش کرنے کیلئے بناؤ سنگھار یا زیب و زینت کی شرعاً اجازت ہے لیکن شرعی حدود میں رہ کر کیا جائے اور اپنی حیثیت و گنجائش کے مطابق ہو۔

اے خاتون اسلام! دنیا کی فانی رونقوں پر فدا ہونے کی بجائے حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کی ایمان افروز زندگیوں کا مطالعہ کرو تاکہ آپ کو اپنی قدر معلوم ہو اور زندگی کا مقصد واضح ہو۔

اے اللہ کی بندی کِدھر جارہی ہے!

عورت کی عزت وحفاظت صرف اور صرف اسلام کی مبارک تعلیمات میں ہی ممکن ہے لیکن اسلامی تعلیمات چھوڑ کر عورت کس قدر ذلت میں ہے اور اسے معلوم نہیں کہ وہ کدھر جارہی ہے۔ کاش! خواتین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی عزت کو پہچانیں۔ ذیل میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے ایک وعظ سے اقتباس حاضر خدمت ہے۔

جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کے گھر میں رہنے کو اپنے لئے دوہری مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا اس کا خوبصورت اور معصوم نام "تحریک آزادی نسواں" ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چار دیواری میں قید رہی ہو۔ اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہئے۔ اب تک تمہیں حکومت وسیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا تھا۔ اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے مناصب تمہارا انتظار کررہے ہیں۔

ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا۔ اسے دفتروں میں کلرکی "عطا" کی گئی۔ اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کا "منصب" بخشا گیا اسے اسٹینو ٹائپسٹ بننے کا "اعزاز" دیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کیلئے سیلز گرل اور ماڈل گرل بننے کا "شرف" بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو بر سر بازار رسوا کرکے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو۔ یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت وآبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت وعصمت کے ہار ڈالے تھے تجارتی اداروں کیلئے ایک شوپیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کیلئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

نام لیا گیا کہ عورت کو آزادی دے کر سیاست وحکومت کے ایوان اس کیلئے کھولے جارہے ہیں لیکن ذرا جائزہ لے کر تو دیکھئے کہ اس عرصے میں خود مغربی ممالک کی کتنی عورتیں صدر یا وزیر اعظم بن گئیں؟ کتنی خواتین کو جج بنایا گیا۔ کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا؟ اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو ایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند فی لاکھ ہوگا۔ ان گنی چنی خواتین کو کچھ مناصب دینے کے نام پر باقی لاکھوں عورتوں کو جس بے دردی کے ساتھ سڑکوں اور بازاروں میں گھسیٹ کر لایا گیا ہے وہ آزادی نسواں کے فراڈ کا المناک ترین پہلو ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں جاکر دیکھئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں۔

پروپیگنڈے کی قوتوں نے یہ عجیب وغریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کردیا ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں اپنے شوہر، اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور اولاد کیلئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کیلئے کھانا پکائے۔ ان کے کمروں کی صفائی کرے۔ ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے دکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی ذمہ دار بنایا تھا گھر کی منتظمہ بنایا تھا کہ وہ خاندانی نظام استوار رکھ سکے لیکن جب وہ گھر سے باہر آگئی تو یہ ہوا کہ باپ بھی باہر اور ماں بھی باہر اور بچے سکول میں یا نرسری میں اور گھر پر تالا پڑ گیا۔ اب وہ خاندانی نظام تباہ وبرباد ہوکر رہ گیا۔

اللہ پاک ہم سب کو عقل سلیم نصیب فرمائے آمین

Selection

(Collection by: Prof. Saeed Ahmad Sb)

A memorable Episode

The Muslim army arrested in a campaign a persian chieftain and produced before Hazrat Umar, the second Caliph. He offered him to enter Islam but he refused. He again offered him to live as subject of the Muslims. He refused once again "ok, now get ready to be killed." The Caliph Said.

The detainee demanded water. Water was brought in a bowl but he showed reluctance to drink. Umar asked cause of his hesitation. He expressed fear lest he should be killed before he finished the water. Umar assured him that until he had finished the water, he would not be killed. But he insisted on hearing following words from Umar's tongue, "until you drink this water, you will not be killed" Umar, unaware of the cunningness of that cheat repeated the same words. The accused dropped that water instantly and said, "Now you can never kill me as how this water can be collected to fulfill the condition of drinking it. Umar said, "Go, you are free now."

The captive chieftain was impressed greatly of Umar's honesty and entered Islam forthwith.

A number of non-Muslim scholars and historians too have denied the allegation of forced conversion to Islam. Gandhi Jee once said, " In Jail I happened to study Shibli's work on life of Muhammad (peace and blessings be upon him) which endorsed my earlier assumption that no sword or force was involved in spread of Islam. It was Prophet's selflessness, commitment to his mission, steadfastness, respect of agreements with other nations, fearlessness, trust in his companions which worked in this regard. Noted English scholar Sir T.W. Arnold Writes "Islam have been an educational religion. Muhammad (peace and blessings be upon him) had no force or authority to reform an undisciplined and uncivilized nation. He caused that revolution just by his tongue."

تجویدی قرآن مجید کی اشاعت اہل خیر کیلئے خوشخبری

الحمدللہ اہل خیر سال بھر بالعموم اور رمضان المبارک میں بالخصوص مصارف خیر میں حسب توفیق خرچ کرتے ہیں اور دنیا وآخرت کی خیروبرکات حاصل کرتے ہیں۔ مساجد، مدارس، پبلک مقامات، کالج، یونیورسٹی، لائبریریوں اور ملک بھر کے قیدی حضرات تک قرآن کریم پہنچانا خیروبرکت کا ذریعہ ہونا واضح ہے کہ جس قدر حفاظ اور عوام آپ کے وقف کردہ نسخہ سے تلاوت کرتے رہینگے آپ کے نامہٴ اعمال میں خدائی خودکار نظام کے تحت اجروثواب لکھا جاتا رہے گا۔

اس قرآنی خدمت کیلئے آپ ادارہ کے مطبوعہ تجویدی قرآن مجید کو منتخب کرسکتے ہیں

کیونکہ ملک بھر کے مدارس میں رائج 16 سطری..... تجوید کے ضروری قواعد کا ہر صفحہ پر اندراج.... جس سے تلاوت کرنا نہایت سہل اور یہ قواعد اس قدر آسان کہ.... ہر عام شخص بھی ان کی مدد سے صحیح تلاوت کرسکتا ہے۔ حفاظ کرام کیلئے ہر اہم اور معروف متشابہ کی نشاندہی.... جس سے منزل کو ضبط کرنا نہایت آسان۔

پہلی بار ہر قرآن مجید کے ساتھ...... معلومات قرآن کا اضافہ...... جس میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن کریم کے اسمائے گرامی........ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء رحمہم اللہ کی تلاوت قرآن کے وقت کیفیت......... حفظ قرآن پر دنیا وآخرت کے انعامات..... استاد القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ کی قرآنی خدمات..... حفاظ کیلئے دستور العمل.... قرآن مجید سے متعلق فقہی مسائل روز مرہ..... مفید معلومات.... تلاوت کے آداب.... صبح وشام کی مسنون دعائیں وغیرہ..... جیسی خصوصیات سے آراستہ مکمل تجویدی قرآن مجید جو کہ حفاظ وعوام کیلئے عظیم نعمت ہے..... اعلیٰ عام اور درمیانی کاغذ اور مختلف سائزوں میں دستیاب۔

اے اہل خیر! ادارہ کے مطبوعہ تجویدی قرآن مجید وقف کرنے کیلئے نہ صرف موزوں بلکہ عوام اور حفاظ کی جملہ ضروریات سے آراستہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ کتنے ہی اہل خیر غیر معیاری قسم کے نسخہ جات خرید کر وقف کردیتے ہیں جن پر عوام کیلئے تلاوت کرنا مشکل اور حفاظ کی مروجہ سطروں میں نہ ہونیکی وجہ سے وہ بھی ان پر بآسانی تلاوت نہیں کرپاتے۔

اے اہل خیر! آپ کی خدمت میں اطلاع ہے کہ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں آپ خدمت قرآن کرنا چاہیں تو اس کیلئے ادارہ کے مطبوعہ تجویدی قرآن مجید ان شاء اللہ ہر لحاظ سے بہتر پائیں گے۔ آپ ملک بھر میں جہاں بھی ہوں صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے مطلوبہ ایڈریس پر منگوا سکتے ہیں۔ 500 یا 1000 منگوانے پر ٹرانسپورٹ خرچہ بذمہ ادارہ...... زیادہ تعداد زیادہ رعایت...... مزید معلومات کیلئے فون کیجئے۔ 061-4540513

مدارس، مساجد اور لائبریریوں میں وقف کیلئے ادارہ کے اصلاحی کتب پر مشتمل رعایتی پیکیج

سیرت پیکیج.................. سیرت طیبہ پر مشتمل چھ بہترین کتب

اصلاحی پیکیج.... دل کی دُنیا بدلنے والی سات اصلاح افروز کتب کا سیٹ

عید پیکیج.................. دس عام فہم اصلاحی کتب پر مشتمل

ان رعایتی پیکیجز سے فائدہ اٹھائیں خود پڑھنے... دوست احباب کو ہدیہ کرنے۔ اور وقف کرنے کیلئے بہترین اخروی سرمایہ کاری جس میں نفع ہی نفع ہے۔

یاد رکھئے! رمضان المبارک میں کی جانے والی ہر نیکی کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو.... اس لئے دین داری کا تقاضہ یہی ہے کہ امور خیر میں سستی اور غفلت نہ کی جائے۔